مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ۱۰ ستمبر بوقت ساڑھے چار بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو کھانسی سے پہلے کی نسبت افاقہ ہے۔ اللہ تعالےٰ کامل صحت عطا فرمائے:۔

مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے ۹ ستمبر سے بعد نماز عصر مسجد اقصےٰ میں درس قرآن دینا شروع فرما دیا ہے:۔

شیخ یوسف علی صاحب پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی جب سے پالم پور سے آئے ہیں۔ بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت کریں:۔

علاقہ بیکانیر کے ایک تعلیم یافتہ ہندو نوجوان نے جو بمبئی میں ملازم تھا۔ ۱۰ ستمبر مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا:۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لڑائیاں

(فرمودہ ۱۲ ستمبر ۱۹۰۶ء)

فرمایا:۔ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لڑائیوں کے لئے سبقت نہیں کی تھی۔ بلکہ ان لوگوں نے خود سبقت کی تھی۔ خون کئے ایذائیں دیں۔ تیرہ برس تک طرح طرح کے دکھ دیئے۔ آخر جب صحابہؓ کرام سخت مظلوم ہو گئے۔ تب اللہ تعالےٰ نے بدلہ لینے کی اجازت دی جیسے فرمایا۔ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا ۱۷/۱۳۔ و قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ۲/۲۔ اُس زمانہ کے لوگ نہایت وحشی اور درندے تھے۔ خون کرتے تھے۔ جنگ کرتے تھے۔ طرح طرح کے ظلم اور دکھ دیتے تھے۔ ڈاکوؤں اور لٹیروں کی طرح مار دھاڑ کرتے پھرتے تھے۔ اور ناحق کی ایذادہی اور خونریزی پر کمر باندھے ہوئے تھے

خدا نے فیصلہ دیا۔ کہ ایسے ظالموں کو سزا دینے کا اذن دیا جاتا ہے۔ اور یہ ظلم نہیں۔ بلکہ عین حق اور انصاف ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کے لئے انہوں نے بڑی بڑی کوششیں کیں۔ طرح طرح کے منصوبے کئے یہاں تک کہ ہجرت کرنی پڑی۔ مگر پھر بھی انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ تک تعاقب کیا۔ اور خون کرنے کے درپے ہوئے۔ غرض جب ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مدت تک صبر کیا۔ اور مدت تک تکلیف اٹھائی۔ تب خدا نے فیصلہ دیا۔ کہ جنہوں نے تم لوگوں پر ظلم کئے اور تکلیفیں دیں۔ ان کو سزا دینے کا اذن دیا جاتا ہے۔ اور پھر بھی یہ فرما ہی دیا۔ کہ اگر وہ صلح پر آمادہ ہوں تو تم صلح کر لو۔ ہمارے نبی کریم تو یتیم۔ غریب۔ بیکس پیدا ہوئے تھے۔ وہ لڑائیوں کو کب

اخبار احمدیہ

بنگلور میں عظیم الشان مناظرہ

عنقریب یہاں ایک عظیم الشان مناظرہ ہونے والا ہے۔ جو بنگلور کی تاریخ میں دوسرا مناظرہ ہوگا۔ کہتے ہیں۔ چالیس سال قبل ایک مناظرہ ہؤا تھا۔ لوگ بہت دلچسپی سے تاریخ مناظرہ کا انتظار کر رہے ہیں۔ موضوع حسب ذیل ہوں گے۔

پہلے دن "ختم نبوت" دوسرے دن "صداقت مسیح موعود علیہ السلام" احباب دُعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ حق کو کھُلا غلبہ عطا فرمائے۔ اور سعید روحوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہچاننے کی توفیق بخشے۔ آمین

خاکسار غلام قادر شرقی :۔

چھاؤنی جالندھر کے ایک مخلص احمدی

بابو فضل الدین صاحب اوورسیر عرصہ اڑھائی سال سے چھاؤنی میں رہتے ہیں۔ آپ نے یہاں کی جماعت احمدیہ میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ قرآن کریم کا درس روزانہ دیتے ہیں۔ احمدیوں کے لئے نماز پڑھنے کی کوئی جگہ نہ ہونے کے باعث آپ نے ایک مکان خریدا ہے۔ احباب دعا کریں۔ اللہ تعالےٰ ان کو اجر عطا کرے :۔ (نامہ نگار)

درخواستہائے دُعا

۱۔ میری اہلیہ صاحبہ ابھی تک بیمار ہیں گو پہلے کی نسبت افاقہ ہے۔ تمام دوست اپنی دُعاؤں میں مریضہ کو یاد رکھیں :۔ خاکسار الطاف حسین از ڈیرہ دون

۲۔ میری بیوی اکثر بیمار رہتی ہے۔ احباب صحت کے لئے دُعا فرمائیں۔ خاکسار سردار احمد خان سب پوسٹماسٹر خالصپور :۔

۳۔ میرا بھائی عبدالعزیز متعلم ایم۔ اے۔ ایک مقابلہ کے امتحان کی تیاری کر رہا ہے۔ احباب اس کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔ خاکسار چراغ الدین از لاہور۔ ۴۔ میری ہمشیرہ بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار محمد ابراہیم از منگلپورہ :۔ ۵۔ چودھری مبارک احمد صاحب ان دنوں ایک مشکل میں ہیں۔ احباب دردِ دل سے اُن کی بہتری کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار سید سعید اللہ بی۔ اے بری

۶۔ میرے گھر بہت لڑکے لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ مگر اس وقت سوائے ایک لڑکی کے کوئی اولاد نہیں بچی۔ احباب خاکسار کے لئے دعا کریں۔ خاکسار شیخ محمد حسین از جہلم :۔ ۷۔ میں ان دنوں کاروباری مشکلات میں ہوں۔ اور احباب کرام سے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ خاکسار سید دلاور شاہ بخاری راز لاہور :۔ ۸۔ میں عرصہ سے محکمانہ مشکلات میں ہوں۔ احباب سے دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار مرزا عطاء اللہ لاہور

۹۔ عزیزم ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کی صحت کے لئے تہ دل سے دعا کی جائے۔ خاکسار ماسٹر عبدالرحمن از قادیان

۱۰۔ ۱۲ ستمبر کو بنگلور میں غیر احمدیوں سے مناظرہ ہے۔ ملک عبدالرحمن صاحب خادم بی۔ اے کو بھیجا گیا ہے۔ احباب کامیابی کے لئے دعا کریں۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ

دعائے مغفرت

۱۔ میرا لڑکا برخوردار بشیر احمد یکم ستمبر ۱۹۳۳ء کو فوت ہوگیا۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔ خاکسار شیخ عبدالرحمن سیٹھی۔ منگل گیٹ احمد نگر :۔ ۲۔ چوہدری میاں خاں پٹواری فوت ہوگئے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے رہ گئے ہیں۔ احباب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کریں۔ خاکسار محمد منیر از ڈسکہ یال۔ ۳۔ میری والدہ ۳ ستمبر ۱۹۳۳ء کو فوت ہوگئی ہیں۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار غلام سرور خاں درانی ساکن سور خٹکی۔ ضلع پشاور :۔

یوم التبلیغ کے متعلق ضروری اعلان

۲۲ اکتوبر کا دن تبلیغ کیلئے مقرر کیا گیا

نظارت دعوت و تبلیغ نے سال رواں کا دوسرا یوم التبلیغ ۲۲ اکتوبر مقرر کیا ہے۔ اس دن کو ہر احمدی جماعت کے ہر فرد کو یاد رکھنا چاہیئے۔ اور سارا دن تبلیغ میں مصروف رہنا چاہیئے۔ چونکہ اتوار کا دن ہوگا۔ اس لئے ملازم اصحاب کو بھی فرصت ہوگی :۔

پس اس دن اپنے تمام کاموں اور تمام اشغال پر تبلیغ احمدیت کے فرض کو مقدم قرار دینا چاہیئے اور ہر جماعت کو ابھی سے ایسے انتظامات شروع کر دینے چاہئیں۔ کہ جن کے ماتحت ہر ایک احمدی تبلیغ میں مصروف ہو سکے۔ اور تبلیغ کے بہتر سے بہتر نتائج نکل سکیں :۔

نظم

کرلیں گے وُہ ایجاد اگر طورِ جفا اور
میں بھی تو دِکھا دُونگا۔ انہیں طرزِ وفا اور

کس شوخی سے انکار پہ ظاہر میں وُہ خوش ہیں
اندر سے مگر آتی ہے فطرت کی صدا اور

خشک اہلِ علم یہ ناداں ہیں نہ اس راز کو سمجھیں
ہوتا ہے دلائل کا اثر اور مزا اور

کچھ فہمیٔ احباب ہوئی فتنہ کا باعث
شکوہ ہے انہیں اور۔ مگر مجھ کو گِلا اور

دیدار نہ گفتار کوئی نامہ نہ پیغام
کیا اس سے بھی بڑھکر کوئی ہوتی ہے سزا او

وُہ شانِ جلالی تھی۔ یہ ہے رنگِ جمالی
اب ہے مرے اسلام کے سُورج کی ضیا اوُ

میں کیوں نہ دل وجان کروں ان کے حوالے
ناصح میرے محبوب سا محبوب دِکھا اور

ان تیرہ دِلوں کی کوئی صورت یہ نہ جانے
قول اور ہے فعل اور ہے ناز اور ادا اور

بے مہری بھی ان کی ہے زمانے سے نرالی
میں جتنا مناتا ہُوں وُہ ہوتے ہیں خفا اور

دوزخ سے بھی ابتر ہیں شبِ ہجر کی گھڑیاں
واعظ بھلا دوزخ کوئی ہوتی ہے بلا اور

بے تیرے کروں کس سے نصیبوں کی شکایت
اے میرے خدا ہے کوئی کیا میرا خدا اور

کرتا ہوں جو اک عیب سے تو یہ بھی اگر میں
کر بیٹھتا ہُوں کوئی نہ کوئی میں خطا اور

کس طرح میں اپنی بُری تقدیر کو بدلوں
ہے میری قضا اور مگر ان کی رضا اور

زندہ نہیں کوئی نبی عیسےٰ ہو کہ موسےٰ
ہے کون رسولوں میں محمدؐ سے بڑا اور

اک جام سے کم تشنہ لبی میری نہ ہوگی
اے ساقیٔ کوثر مجھے اک جام پلا اور

پیاروں نے تو کر رکھا ہے پہلے ہی فراموش
غربت میں مجھے یادِ وطن تو نہ ستا اور

اے اہلِ جہاں اہلِ محبت کی نہ پوچھو
وُہ اور ہی دُنیا ہے وہاں کی ہے فضا اور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۳۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

اچھوتوں کے متعلق ہندوؤں کا طریق عمل

اچھوت اسلام میں داخل ہو کر ہی ذلت کے گڑھے سے نکل سکتے ہیں

اچھوتوں سے ہندوؤں کی بے التفاتی

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔ کہ جب تک ان اقوام میں جنہیں ہندوؤں نے اپنے مذہبی احکام کے ماتحت اور صدیوں کے انسانیت کش سلوک کے ذریعہ انسانیت کے درجہ سے محروم کر کے حیوانوں سے بھی بدتر قرار دے رکھا ہے۔ بیداری نہ پیدا ہوئی تھی۔ اور وہ اپنے حقوق کے حصول کی طرف متوجہ نہ تھیں۔ اس وقت تک ہندوؤں نے انہیں قطعاً قابل التفات نہ سمجھا۔ پھر جب تک یہ اقوام جنہیں اچھوت کہا جاتا ہے۔ منت وسماجت سے ہندوؤں کے دلوں میں اپنے متعلق رحم و انصاف کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کرتی رہیں۔ اپنی حالت زار پیش کر کے ان مظالم سے بچنے کے لئے التجاؤں میں مصروف رہیں۔ جو ہندو ان پر کرتے چلے آ رہے ہیں اس وقت تک قطعاً ان کی شنوائی نہ ہوئی :-

اچھوت اور گاندھی جی

آخر جب نئی اصلاحات کے سلسلہ میں حکومت نے ان اقوام کے حقوق کی طرف بھی توجہ کی۔ اور انہیں ذلت وادبار کے گڑھے سے نکلنے اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے لئے تھوڑا بہت سہارا دینے کی تجویز کی۔ تو ہندوؤں میں کھلبلی مچ گئی۔ اور گاندھی جی نے تو یہاں تک کہدیا۔ کہ اگر اچھوت اقوام کو جداگانہ نیابت دے دی گئی۔ تو وہ جان دے دینگے۔ لیکن یہ گوارا نہ کریں گے۔ کہ اچھوت اقوام ہندوؤں سے علیحدہ ہو سکیں۔ یعنی ان کی غلامی کا جوا اپنی گردن سے اتار سکیں۔ اور جب وزیر اعظم نے فرقہ وارانہ فیصلہ کا اعلان کیا۔ تو گاندھی جی نے اچھوتوں کے حق نمائندگی کو منسوخ کرانے کے لئے فاقہ کشی شروع کر دی۔ جو پونا میں اچھوتوں کے ساتھ سمجھوتہ کر لینے پر ختم ہوئی۔ اگرچہ بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا۔ کہ یہ سمجھوتہ محض گاندھی جی کی فاقہ کشی ترک کرانے کے لئے تجویز کیا گیا تھا۔ نہ کہ عمل کرنے کے لئے :-

اچھوت اور ہندوؤں کے مندر

اس کے بعد گاندھی جی نے اچھوتوں پر یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ ہندو ان کے ساتھ انسانوں کا سا سلوک کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ایک مندر میں ان کے داخلہ کی اجازت حاصل کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ لیکن ایک طرف تو اپنی ساری کوشش اور سعی ختم کر دینے کے باوجود اس وقت تک گاندھی جی کو اس میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ اور دوسری طرف اچھوت اقوام نے اس بات کو کوئی وقعت نہ دی۔ اور صاف صاف کہدیا۔ کہ ایک مندر چھوڑ اگر ہندوستان کے تمام مندروں میں بھی اچھوتوں کو داخل ہونے کی اجازت دے دی جائے۔ تو بھی اس سے ان کو ذرہ بھر فائدہ نہیں پہونچ سکتا۔ بلکہ اور زیادہ نقصان کا خطرہ ہے

اچھوت کانفرنس آگرہ کی قرارداد

حال ہی میں آگرہ میں اچھوت اقوام کی ایک کانفرنس ہوئی۔ جو اگرچہ انہی ہندوؤں کی کوششوں کا نتیجہ تھی۔ جو اچھوت اقوام کو سبز باغ دکھا کر دھوکہ میں رکھنا چاہتے ہیں۔ تاہم اس میں یہ قرارداد پاس کی گئی۔ کہ

"موجودہ ہریجن تحریک میں ہریجنوں (اچھوتوں) کی اقتصادی اور تعلیمی ترقی کی بجائے زیادہ زور مندروں کے داخلہ پر دیا جا رہا ہے لیکن مندروں کا داخلہ ہریجنوں کے لئے بہتر ثابت نہ ہوگا۔ کیونکہ اس سے ان میں اندھوشواس۔ اور غلامانہ ذہنیت پیدا ہو جائے گی۔ اور دیگر کئی برائیاں پیدا ہو جائیں گی۔ جو ان کی ترقی کے راستہ میں مانع ثابت ہونگی۔ پجاری ان کے دل و دماغ پر قبضہ کر لیں گے۔ اور وہ پجاریوں کے غلام ہو جائیں گے۔ اس لئے یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ زیادہ زور ان کی تعلیمی اور اقتصادی ترقی پر دیا جائے۔ انتر بھوج اور انتر بواہ بھی ان کی ترقی کے پروگرام میں شامل ہونا چاہیئے۔ اس کانفرنس کی رائے میں انتر بھوج کے بغیر کبھی چھوت چھات دور نہیں ہو سکتی" (ملاپ ۹ ستمبر)

اچھوتوں کے مطالبات

اس قرارداد سے جہاں یہ ظاہر ہے۔ کہ اچھوت اقوام کے لوگ مندروں میں داخلہ کو اپنے لئے غلامی کی زنجیروں کو اور زیادہ مضبوط کرنے کا موجب سمجھتے ہیں۔ وہاں وہ یہ مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہ ہندو اگر انہیں اپنے جیسا انسان سمجھتے ہیں۔ انہیں ترقی کرنے کا موقعہ دینا چاہتے ہیں۔ اور چھوت چھات کی لعنت کو دور کر دینے کے دعوے میں سچائی پر ہیں۔ تو انہیں چاہیئے۔ کہ ان کے لئے تعلیمی اور اقتصادی ترقی کے سامان پیدا کریں۔ ان کے ساتھ مل کر کھائیں پیئیں۔ اور ان سے بیاہ شادی کے تعلقات قائم کریں۔ اس کے بغیر چھوت چھات دور نہیں ہو سکتی :-

گاندھی جی کا جواب

اب اگر گاندھی جی حقیقی طور پر اچھوتوں کی ترقی کے خواہاں ہوتے۔ اور انہیں ہندو سوسائٹی میں انسانیت کا درجہ دینا ان کے مدنظر ہوتا۔ تو وہ اچھوت اقوام کے ان مطالبات کی طرف متوجہ ہوتے۔ اور ان کو پورا کرنے کی کوشش کرتے۔ لیکن انہوں نے جو جواب دیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ وہ اچھوتوں کی ہمدردی اور خیر خواہی کے اتنے بلند بانگ دعاوی کے باوجود سوائے اس کے اور کچھ نہیں کرنا چاہتے جسے اچھوت اقوام بار بار رد کر چکی ہیں۔ اور جسے وہ پہلے سے بھی بدتر غلامانہ حالت پیدا کر دینے کا موجب سمجھتی ہیں۔ یعنی مندروں میں داخلہ کی اجازت۔ چنانچہ گاندھی جی فرماتے ہیں :-

"چاہے ہریجن مندروں میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ یا نہیں اور اگر ان کو مندروں میں داخلہ کی اجازت دی جائے۔ تو وہ اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ یا نہیں۔ یہ علیحدہ سوال ہے۔ لیکن اونچی ذات کے ہندوؤں کو اپنا فرض ہر حالت میں پورا کرنا ہوگا۔ اور وہ فرض یہ ہے۔ کہ وہ اپنے مندروں کے دروازے انہی شرائط پر ہریجنوں کے لئے کھول دیں۔ جن شرائط پر کہ دوسرے ہندوؤں کے لئے کھلے ہیں۔ اگر قرض خواہ قرضہ کو بھول گیا ہو۔ یا اس کی ادائیگی کے لئے تقاضا نہ کرتا ہو۔ تو بھی مقروض قرضہ کی ادائیگی سے قرض سے بری نہیں ہو جاتا" (ملاپ ۹ ستمبر)

عجیب بات

کیا ہی عجیب بات ہے۔ گاندھی جی کو اس قرض کی ادائگی کا تو بے انتہا فکر ہے۔ جسے بقول ان کے قرض خواہ بھول چکا ہے۔ یا جس کی ادائگی کے لئے وہ تقاضا نہیں کرنا چاہتا۔ (حالانکہ قرض خواہ قرض کو بھولا نہیں۔ بلکہ قرضہ میں جو کچھ دیا جانا تجویز کیا جاتا ہے۔ اسے لینے کے لئے تیار نہیں۔ کیونکہ وہ قرض کی ادائگی کی بجائے اسے مزید مصائب میں مبتلا کرنے والی چیز ہے) لیکن جو اصل قرض ہے۔

اور جس کی ادائیگی کے لئے وُہ بار بار تقاضا کر رہا ہے۔ اس کا نام بھی نہیں لینا چاہتے۔ ہری جن شروع سے کہہ رہے ہیں۔ نہ وہ ہندوؤں میں داخل ہونے کی خواہش رکھتے ہیں۔ اور نہ گاندھی جی کو اس بارے میں کسی قسم کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ہاں اگر وہ کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ تو اچھوتوں کی تعلیمی۔ اور اقتصادی ترقی کے لئے کریں۔ اور ہندوؤں سے ان کے معاشرتی اور سوشل تعلقات قائم کرا دیں۔ لیکن گاندھی جی ہر پھیر کر مندروں کے دروازے کھلوانے پر ہی زور دے رہے ہیں۔ اگرچہ اس میں بھی انہیں قطعاً کامیابی نہیں ہوئی۔ اور نہ ہو سکے گی۔ تاہم ان کی کوشش یہی ہے۔ کہ اچھوت ان کو اپنا سب سے بڑا خیر خواہ سمجھ لیں۔ اور اسی ذلت کے گڑھے میں پڑے رہنا گوارا کر لیں۔ جس میں ہندوؤں نے انہیں گرا رکھا ہے۔

ہندوؤں کی مجبوری

دراصل گاندھی جی اور ان کے ساتھیوں کی یہ تگ و دو محض اس لئے ہے۔ کہ ایک طرف تو اچھوتوں کو اپنے ساتھ رکھ کر سیاسی طور پر ملک میں عددی اقتدار حاصل کر سکیں۔ اور دوسری طرف اچھوتوں کو ابھر بھی نہ دیں۔ اور ان کے گلے میں اپنی غلامی کا پھندا بدستور ڈالے رکھیں۔ اور ہندو یہی طریق اختیار کرنے پر مجبور ہیں۔ کیونکہ ان کا مذہب انہیں قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ کہ وُہ ان اقوام کو جنہیں وُہ اچھوت قرار دے چکے ہیں۔ انسانیت کا درجہ دیں۔ اور اپنے جیسا انسان سمجھ کر ان کے ساتھ انسانوں کا سا سلوک کریں۔ ہندو دھرم کا یہ بنیادی اصل ہے۔ کہ جو شخص کسی شودر کے گھر میں پیدا ہوا ہے۔ وہ اپنے گزشتہ جنم کے کرموں کی وجہ سے ایک نیچ کے گھر میں آیا ہے۔ اس جنم میں ایک شودر کی حیثیت سے سوسائٹی کی بجا طور پر خدمت بجا لانے سے ہی وُہ اگلے جنم میں کسی اعلےٰ ذات کے ہندو کے گھر میں جنم لے سکتا ہے۔" (پرتاپ ۹ ستمبر ۱۹۳۳ء)

اس کا مطلب صاف ہے۔ کہ ہندو دھرم قطعاً اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ کہ اچھوت اقوام کے لوگوں کو ترقی کرنے اور خوشحالی کی زندگی بسر کرنے کا کوئی موقعہ دیا جائے۔ بلکہ وُہ یہ حکم دیتا ہے۔ کہ جنہیں نیچ اقوام قرار دے دیا جائے۔ ان کی زندگی کا واحد مقصد یہی ہے۔ کہ وُہ اونچی اقوام کے ہندوؤں کی خدمت کیا کریں۔ اور یہی بات کسی اور جنم میں ان کے لئے نیچ قوم سے نکلنے کا موجب ہو سکتی ہے۔

اب صاف ظاہر ہے کہ جس مذہب کی یہ تعلیم ہو۔ اس کے پیرو اچھوت اقوام کو قطعاً اٹھنے اور ترقی کرنے کا موقعہ نہیں دے سکتے۔ ان کا تو فرض ہے۔ کہ اچھوت اور نیچ اقوام کو اسی حالت میں رکھنے اور اپنی غلامی میں زندگی بسر کرنے کے لئے مجبور کریں۔

چھوت چھات کی لعنت ہندوستان میں کب سے ہے

جب سے ہندو ہندوستان میں داخل ہوئے ہیں۔ اسی وقت سے ایسا ہی کرتے چلے آ رہے ہیں۔ جیسا کہ مسٹر اینڈریوز نے بھی جنہیں ہندوؤں نے "شریمان" کا درجہ دے رکھا ہے۔ اپنے ایک حال کے مضمون میں لکھا ہے۔ کہ

"آریہ فاتح شروع سے ہی یہ چاہتے تھے۔ کہ ہندوستان کے اصلی باشندوں کو جنہیں انہوں نے فتح کیا۔ اپنے سے ادنےٰ درجہ دیں۔ ایسا کرکے انہوں نے نسلی۔ اور مذہبی علیحدگی کے اصول کی بڑی سختی سے پابندی کی۔" (پرتاپ ۱۰ ستمبر)

علاوہ ازیں ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور نے بھی اپنے ایک مضمون میں تسلیم کیا ہے کہ "چھوت چھات کا مسئلہ ہمارے ملک میں کوئی نئی بات نہیں۔ ہمارے نہایت ہی پرانے اتہاس میں بھی اس رواج کا کئی بار ذکر آتا ہے۔" (پرتاپ ۸ ستمبر)

ہندوؤں کی چال

ایک طرف تو یہ حالت ہے۔ یعنی ہندوؤں میں چھوت چھات کی اتنی گہری جڑیں پائی جاتی ہیں۔ اور ہندو زمانہ قدیم سے اسے جاری کئے ہوئے ہیں۔ لیکن دوسری طرف چونکہ اچھوت اقوام میں بیداری پیدا ہو جانے کی وجہ سے ہندوؤں کے لئے ان پر قبضہ جمائے رکھنا ناممکن ہو رہا ہے۔ اس لئے وُہ زبان سے تو کہتے ہیں۔ کہ اچھوت ہمارے بھائی ہیں۔ ہمارے گوشت کا پوست ہیں۔ ہم انہیں ترقی کے اعلےٰ مدارج تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ لیکن دراصل وُہ انہیں ایسی ہی حالت میں رکھنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ گاندھی جی کے مذکورہ بالا طریق عمل سے ثابت کیا جا چکا ہے۔

ان حالات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ہندوؤں کو نہ تو ان کا دھرم اس بات کی اجازت دیتا ہے۔ کہ وُہ اچھوت اقوام کی ترقی اور بہتری کے لئے کوشش کریں۔ اور انہیں ذلت و ادبار سے نکلنے کا موقعہ دیں اور نہ ہی وُہ اچھوتوں کی خاطر اپنے دھرم کو چھوڑنے کے لئے تیار ہیں۔ وُہ جو کچھ کر رہے ہیں۔ محض نمائش ہے۔ دھوکہ کی ٹٹی ہے۔ اور اچھوتوں کو اپنے جال میں پھنسائے رکھنے کی چال ہے۔

چھوت چھات پر اسلام کا حملہ

اس کے مقابلہ میں اسلام کی یہ تعلیم ہے۔ کہ کوئی قوم جس قدر زیادہ گری ہوئی ہو۔ اسے اٹھانے کے لئے اسی قدر زیادہ سعی کرنی چاہیئے۔ اور جن لوگوں پر جتنا زیادہ ظلم ہو رہا ہو۔ انہیں اتنا ہی زیادہ اپنی امداد کا مستحق قرار دینا چاہیئے۔ اسلام کی اس تعلیم پر عمل کرتے ہوئے مسلمانوں نے ہندوستان میں بھی انقلاب عظیم پیدا کیا۔ اور جہاں آریہ فاتحین نے ہندوستان میں داخل ہو کر اہل ہند کو اچھوت پن کی لعنت میں مبتلا کر دیا۔ وہاں مسلمانوں نے اچھوتوں کو اس لعنت سے بچانے کا اتنا عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا۔ کہ آج بھی غیر مسلموں کو اس کا اعتراف ہے۔

مسٹر اینڈریوز کی شہادت

چنانچہ مسٹر اینڈریوز نے اپنے اسی مضمون میں "ذات پات پر اسلام کا حملہ" کے ذیل میں لکھا ہے۔ "اسلام نے ذات پات کے اس نظام پر ایک زبردست حملہ کیا۔ مسلمانوں کی فتح نے بت پرستی اور اس کے ساتھ دیگر توہمات کا بہت حد تک خاتمہ کر دیا۔ ذات پات کی وجہ سے پیدا شدہ خرابیوں کو دور کرنے میں بھی اسلام کے پیرؤوں کو کافی کامیابی ہوئی۔ بے شمار اچھوت ہندو دائرہ اسلام میں داخل ہونے کو تیار ہو گئے۔ اور جو اس تبلیغی مذہب میں داخل ہوتے تھے۔ انہیں مساوی درجہ دیا جاتا تھا۔ آج جو ہندوستان میں آٹھ کروڑ مسلمان ہیں۔ وُہ ان لوگوں کی اولاد ہیں۔ جنہوں نے اس وقت اسلام قبول کیا تھا۔ مگر جنوبی ہندوستان میں جہاں کہ دیہاتی زندگی میں اسلام کا گہرا اثر نہیں ہوا۔ ذات پات کی خرابیاں ابھی تک جوں کی توں موجود ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے صوبہ مدراس میں اچھوتوں پر مظالم کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ وُہ ان کے اخلاق کو گرانے والے اثرات کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ مالا بار میں خاص کر اچھوتوں کی حالت نہایت خراب ہو گئی ہے۔ یہاں تک کہ ان سے تقریباً حیوانوں کا سا سلوک کیا جاتا ہے۔"

یہ ایک غیر مسلم کی شہادت ہے۔ ایسے غیر مسلم کی جسے ہندوؤں کا ہمدرد اور خیر خواہ ہونے کا خاص درجہ حاصل ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ اسلام کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے مسلمانوں نے اچھوتوں کو انسانیت کے درجہ پر پہنچانے اور اپنے مساوی قرار دینے میں کتنا بڑا کام کیا۔ اور جن علاقوں میں اسلامی تعلیم کا اثر نہ پہونچا۔ وہاں پر اچھوت پن کی لعنت ابھی تک نہایت بھیانک صورت میں مسلط ہے۔

اچھوتوں کی ترقی کا ایک ہی ذریعہ

اس سے ثابت ہے۔ کہ اب بھی اگر اچھوت انسانیت کا درجہ حاصل کر سکتے ہیں۔ ان مظالم اور جفا کاریوں سے بچ سکتے ہیں۔ جو ہندوؤں کی طرف سے ان پر روا رکھی جاتی ہیں۔ اور ترقی و خوشحالی کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ تو اس کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ اور وُہ یہ کہ اسلام میں داخل ہو جائیں لیکن ظاہر ہے۔ کہ یہ سعادت انہیں اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک مسلمان ان کی دست گیری نہ کریں۔ اور اسلام کی تعلیم سے انہیں آگاہ نہ کریں۔ ان میں اپنی ذلت و نکبت کا احساس پیدا ہو چکا ہے۔ وُہ یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ ہندو دھرم نے ان کے پاؤں میں جو بیڑیاں ڈال رکھی ہیں۔ انہیں ہندو کسی صورت میں بھی اتارنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ان میں جو لوگ سمجھدار ہیں۔ ان پر یہ بھی واضح ہو چکا ہے کہ اسلام قبول کر کے ہی اچھوت اقوام ترقی کی طرف قدم بڑھا سکتی ہیں۔ لیکن باوجود اس کے ضرورت ہے۔ کہ مسلمان ان کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔ انہیں اسلام کی دعوت دیں اور ان کے رستہ میں جو مشکلات حائل ہیں۔ انہیں دور کرنے کی سرگرم جد و جہد کریں۔

مسلمانوں کی غفلت

خدا تعالےٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ اس بارے میں جو کچھ کر سکتی ہے کر رہی ہے۔ اور بفضل خدا اس کے نہایت خوشکن نتائج نکل رہے ہیں۔ لیکن معاملہ کی اہمیت اور کام کی وسعت متقاضی ہے۔ کہ مسلمانان ہند متحدہ طور پر اس کی طرف متوجہ ہوں۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ مسلمان اس بارے میں بہت بڑی غفلت اور کوتاہی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اور جو لوگ اس کام کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ وُہ بھی تبلیغ اسلام کی قابلیت اور تجربہ نہ رکھنے۔ اور کسی نظام کے ماتحت کام نہ کرنے کی وجہ سے کامیابی حاصل نہیں کر سکتے اور چند روز شور مچا کر اور مسلمانوں کا بہت سا روپیہ فضول ضائع کر کے خموش ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے گوڑ گانوں نے اس امر کا افسوس ام

م م۔ کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ "بعض جوشیلے حضرات نے قلم سنبھالے اور اچھوتوں کو مسلمان بنانے کی تجویزیں پیش کر دیں۔ اس کے بعد پھر وہی سناٹا۔ وُہ یہ نہیں دیکھتے۔ کہ پہلے ہی اشاعت اسلام کی نام نہاد کام کرنے والی انجمنوں سے اب تک کیا کیا

مرزا صاحب کے پیرؤوں کے کارناموں کو ان انجمنوں سے الگ رکھیے۔ وُہ بطور خود اپنا کام کرتے رہے ہیں۔ لیکن یہ انجمنیں اپنے لمبے چوڑے دعووں اور حسابوں اور آڈیٹروں کی پڑتالوں کی آن بان شان کے سوا اب تک کیا کچھ کر چکی ہیں۔ جو آئندہ ان اچھوتوں کے متعلق کچھ کرنے پر آمادہ ہو جائیں گی۔" (انقلاب ۱۳ ستمبر ۱۹۳۳ء)

[illegible]

احمدیت کے متعلق مضمون

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور علم قرآن

سورۂ فاتحہ کے معارف و نکات

قرآن مجید کے غیر محدود معارف

صداقتِ اسلام کے جو ثبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک اہم اور مہتم بالشان ثبوت یہ بھی ہے۔ کہ آپ نے قرآن مجید کے متعلق یہ حقیقت پایۂ ثبوت تک پہنچا دی ہے۔ کہ اس کے حقائق و معارف گزشتہ زمانہ اور سابقہ بزرگوں پر ہی ختم نہیں ہو گئے۔ بلکہ الیٰ یوم القیامت اللہ تعالےٰ کے مقدس بندوں پر ضرورت زمانہ کے مطابق کھلتے چلے جائیں گے۔ چنانچہ آپ ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۵ تا ۳۱۲ میں فرماتے ہیں

"جاننا چاہیئے۔ کہ کھلا کھلا اعجاز قرآن شریف کا جو ہر ایک قوم اور ہر ایک اہل زبان پر روشن ہو سکتا ہے۔ جس کو پیش کر کے ہم ہر ایک آدمی کو۔ خواہ وہ ہندی ہو۔ یا پارسی یا یورپین یا امریکن یا کسی اور ملک کا ہو۔ ملزم و ساکت و لاجواب کر سکتے ہیں۔ وہ غیر محدود معارف و حقائق و علوم حکمیہ قرآنیہ ہیں۔ جو ہر زمانہ میں اس زمانہ کی حاجت کے موافق کھلتے جاتے ہیں۔ اور ہر ایک زمانہ کے خیالات کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلح سپاہیوں کی طرح کھڑے ہیں۔ اگر قرآن شریف اپنے حقائق و دقائق کے لحاظ سے ایک محدود چیز ہوتی۔ تو ہرگز وہ معجزہ تامہ نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ فقط بلاغت و فصاحت ایسا امر نہیں ہے۔ جس کی اعجازی کیفیت ہر ایک خواندہ و ناخواندہ کو معلوم ہو جائے۔ کھلا کھلا اعجاز اس کا تو یہی ہے۔ کہ وہ غیر محدود معارف و دقائق اپنے اندر رکھتا ہے جو شخص قرآن شریف کے اس اعجاز کو نہیں مانتا۔ وہ علم قرآن سے سخت بے نصیب ہے

- - - - - اے بندگانِ خدا یقیناً یاد رکھو۔ کہ قرآن شریف میں غیر محدود معارف و حقائق کا اعجاز ایسا کامل اعجاز ہے۔ جس نے ہر ایک زمانہ میں تلوار سے زیادہ کام کیا ہے۔ اور ہر ایک زمانہ اپنی نئی حالت کے ساتھ جو کچھ شبہات پیش کرتا ہے۔ یا جس قسم کے اعلیٰ معارف کا دعوےٰ کرتا ہے۔ اس کی پوری مدافعت اور پورا الزام اور پورا پورا مقابلہ قرآن شریف میں موجود ہے۔ کوئی شخص برہمو ہو۔ یا بدھ مذہب والا۔ آریہ یا کسی اور رنگ کا فلسفی۔ کوئی ایسی الٰہی صداقت نہیں نکال سکتا۔ جو قرآن شریف میں پہلے سے موجود نہ ہو۔ قرآن شریف کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے اور جس طرح صحیفۂ فطرت کے عجائب و غرائب خواص کسی پہلے زمانہ تک ختم نہیں ہو چکے۔ بلکہ جدید در جدید پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ یہی حال ان صحف مطہرہ کا ہے۔ تا خدا تعالےٰ کے قول اور فعل میں مطابقت ثابت ہو۔"

اس کے ثبوت میں خدا تعالےٰ نے آپ پر جن معارف قرآنیہ کا انکشاف فرمایا۔ وہ ایک طویل مگر دلکش مضمون ہے۔ سردست سورۂ فاتحہ کے بعض حقائق پیش کئے جاتے ہیں۔ جو آپ نے دنیا کے سامنے پیش کئے

سورۂ فاتحہ ام الکتاب ہے

آپ نے بتایا۔ کہ سورۂ فاتحہ میں اجمال کے ساتھ قرآن کریم کے تمام مطالب بیان کئے گئے ہیں۔ اس وجہ سے جہاں یہ سورۃ ام الکتاب کہلانے کی مستحق ہے۔ وہاں اس میں بیان شدہ صفات امہات الصفات ہیں۔ ان میں اللہ تعالےٰ کی عظمت و جبروت کا کامل طور پر باحسن پیرایہ ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں

"خوب غور کرو۔ کہ اس میں اجمال کے ساتھ قرآن کریم کے تمام معارف درج ہیں۔ چنانچہ الحمد للہ سے اس کو شروع کیا گیا۔ جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ تمام محامد اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اس میں یہ تعلیم ہے۔ کہ تمام منافع اور تمدنی زندگی کی ساری بہبودگیاں اللہ ہی کی طرف سے آتی ہیں۔ کیونکہ ہر قسم کی ستائش کا سزاوار جبکہ وہی ہے۔ تو معطی حقیقی بھی وہی کہہ سکتے ہیں۔ ورنہ لازم آئے گا کہ کسی قسم کی تعریف و ستائش کا مستحق وہ نہیں بھی ہے۔ جو کفر کی بات ہے۔ پس الحمد للہ میں کیسی توحید کی تعلیم پائی جاتی ہے جو انسان کو دنیا کی تمام چیزوں کی عبودیت اور بالذات نفع رساں کی طرف سے جاتی ہے۔ اور واضح اور بین طور پر یہ ذہن نشین کرتی ہے۔ کہ ہر نفع اور سود حقیقی اور ذاتی طور پر خدا تعالےٰ ہی کی طرف سے آتا ہے۔ کیونکہ تمام محامد اسی کے لئے سزاوار ہیں۔ پس ہر نفع اور سود میں خدا تعالےٰ ہی کو مقدم کرو۔ اس کے سوا کوئی کام آنے والا نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ کی رضا کے اگر خلاف ہو۔ تو اولاد بھی دشمن ہو سکتی ہے۔ اور ہو جاتی ہے۔ پھر اسی سورۂ فاتحہ میں اس خدا کا نقشہ دکھایا گیا ہے۔ جو قرآن شریف منوانا چاہتا ہے۔ اور جس کو وہ دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے چنانچہ اس کی چار صفات ترتیب وار بیان کی ہیں۔ جو امہات الصفات کہلاتی ہیں۔ جیسے سورۂ فاتحہ ام الکتاب ہے۔ ویسے ہی جو صفات اللہ تعالےٰ کی اس میں بیان کی گئی ہیں وہ بھی ام الصفات ہی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں (۱) الحمد للہ رب العالمین۔ (۲) الرحمٰن (۳) الرحیم (۴) مالک یوم الدین۔ ان صفات اربعہ پر غور کرنے سے خدا کا گویا چہرہ نظر آجاتا ہے ربوبیت کا فیضان بہت ہی وسیع اور عام ہے۔ اور اس میں کل مخلوق کی کل حالتوں میں تربیت اور اس کی تکمیل کے تکفل کی طرف اشارہ ہے۔ غور تو کرو جب انسان اللہ تعالےٰ کی ربوبیت پر سوچتا ہے۔ تو اس کی امید کس قدر وسیع ہو جاتی ہے۔ اور پھر رحمانیت یہ ہے۔ کہ بدوں کسی عملِ عامل کے ان اسباب کو مہیا کرتا ہے۔ جو بقائے وجود کے لئے ضروری ہیں۔ دیکھو چاند سورج ہوا پانی وغیرہ بدوں ہماری دعا اور التجا کے اور بغیر ہمارے کسی عمل اور فعل کے اس نے ہمارے وجود کے بقا کے لئے کام میں لگا رکھے ہیں۔ اور پھر رحیمیت یہ ہے۔ کہ اعمال کو ضائع نہ کرے۔ اور مالک یوم الدین کا تقاضا یہ ہے کہ بامراد کر دے"۔ (الحکم ۳۱ اگست ۱۹۰۳ء)

مذاہبِ باطلہ کا رد

دوسرا نکتہ آپ نے یہ بیان فرمایا۔ کہ اس سورۂ فاتحہ میں تمام مذاہبِ باطلہ کا رد کیا گیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"بعض لوگ اس بات سے منکر ہیں۔ کہ خدا ہی تمام جہانوں کو پیدا کرنے والا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ جیو یعنے ارواح اور پرماتوں یعنے ذرات خود بخود ہیں۔ اور جیسے پرمیشور آپ ہی آپ چلا آتا ہے۔ ویسے ہی وہ بھی آپ ہی آپ چلے آتے ہیں۔ اور ارواح اور ان کی کل طاقتیں۔ گن اور خواص جن پر دفتر دں کے دفتر لکھے گئے۔ خود بخود ہیں۔ اور ذرات عالم اور ان کی تمام قوتیں بھی خود بخود ہیں۔ اور باوجود اس کے کہ ان میں قوت اتصال اور قوت انفصال خود بخود پائی جاتی ہے۔ وہ آپس میں میل ملاپ کرنے کے لئے ایک پرمیشر کے محتاج ہیں۔ غرض یہ وہ فرقہ ہے۔ جس کی طرف اللہ تعالےٰ نے رب العالمین کہہ کر اشارہ کیا ہے۔ دوسرا فرقہ وہ یہ ہے۔ جس کی طرف الرحمٰن کے لفظ میں اشارہ ہے۔ اور یہ فرقہ سناتن دھرم والوں کا ہے۔ گو وہ مانتے ہیں۔ کہ پرمیشر سے ہی سب کچھ نکلا ہے۔ مگر وہ کہتے ہیں۔ کہ خدا کا فضل کوئی چیز نہیں۔ وہ کرموں کا ہی پھل دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی مرد بنتا ہے۔ تو وہ بھی اپنے اعمال سے اگر کوئی عورت بنتی ہے۔ تو وہ بھی اپنے اعمال سے۔ اور اگر مزدکی

اشیاء حیوانات، نباتات وغیرہ بنتے ہیں۔ تو وہ بھی اپنے کرموں کی وجہ سے الغرض یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت سے منکر ہیں۔ مگر وہ خدا جس نے سورج چاند ستارے وغیرہ پیدا کئے۔ اور ہوا پیدا کی۔ تاکہ ہم سانس لے سکیں۔ اور ایک دوسرے کی آواز سن سکیں۔ اور روشنی کے لئے سورج چاند وغیرہ اشیاء پیدا کیں۔ اور اس وقت پیدا کیں جبکہ ابھی سانس لینے والوں کا وجود اور نام و نشان بھی نہ تھا۔ تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ سب کچھ ہمارے ہی اعمال کی وجہ سے پیدا کیا گیا ہے۔ کیا کوئی اپنے اعمال کا دم مار سکتا ہے۔ کیا کوئی دعوے کر سکتا ہے۔ کہ یہ سورج۔ چاند ستارے ہوا وغیرہ میرے اپنے عملوں کا پھل ہے۔ غرض خدا کی صفت رحمانیت اس فرقہ کی تردید کرتی ہے۔ - - - - - اس کے بعد خدا تعالیٰ کی صفت الرحیم کا بیان ہے۔ یعنی محنتوں اور کوششوں اور اعمال پر ثمرات حسنہ مرتب کرنے والا۔ یہ صفت اس فرقہ کو رد کرتی ہے۔ جو اعمال کو بالکل لغو خیال کرتے ہیں۔ اور کہہ دیتے ہیں۔ کہ میاں نماز کیا تو روزے کیا۔ اگر غفور الرحیم نے اپنا فضل کیا۔ تو بہشت میں جائیں گے۔ نہیں تو جہنم میں۔ اور ایسے ہی لوگ اس قسم کی باتیں بھی کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ میاں عبادتیں کر کے دل تو ہم نے کچھ تھوڑا ہی بننا ہے - - - - - - - - - ان تینوں فرقوں کا بیان کر کے فرمایا۔ مالک یوم الدین یعنی جزا سزا کے دن کا مالک ہے۔ اور اس سے اس گروہ کی تردید مطلوب ہے۔ جو کہ جزا سزا کا قائل نہیں۔ کیونکہ ایسا ایک فرقہ بھی دنیا میں موجود ہے۔ جو جزا سزا کا منکر ہے۔"

لف و نشر

پھر آپ نے یہ بیان فرمایا۔ کہ اس سورۃ میں لف و نشر مرتب ہے۔ یعنے ابتداء اور انتہاء کا آپس میں ایسا گہرا تعلق ہے کہ بعد میں بیان کردہ امور غیر متعلق نہیں۔ بلکہ پہلی باتوں کا ہی نتیجہ ہیں۔ مثلاً الحمد للہ میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مستجمع جمیع صفات اور ہر ایک خوبی کا مالک ہے۔ اس کے مقابل میں ایک بندہ اللہ تعالیٰ سے یہ کہتا ہے۔ ایاک نعبد یعنے اے خدا جب تو ہی تمام خوبیوں کا مالک ہے۔ تو پھر تیرے سوا اور کون ہے جس کی ہم عبادت کریں۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ پھر رب العلمین کے مقابل میں ایاک نستعین رکھا اور بتایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے رب العالمین ہونے کا تقاضا ہے کہ انسان اگر استعانت طلب کرے۔ تو اسی سے اسی وجہ سے مومن ایاک نستعین کہتا ہے۔ پھر الرحمن کہا گیا جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ بن مانگے دینے والا۔ اس کے مقابل میں اھدنا الصراط المستقیم رکھا۔ کہ صراط مستقیم کا ملنا کسی انسان کی کوشش پر منحصر نہیں۔ بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کے صدقہ میں یہ انعام ملتا ہے۔ پھر الرحیم کے مقابل میں صراط الذین انعمت علیھم کو رکھا۔ یعنے انسان کہتا ہے۔ کہ اے خدا جب تو کسی محنتوں کو ضائع کرنے والا نہیں۔ تو ہماری اس جد و جہد کے نتیجہ میں ہمیں انعامات سے محروم نہ رکھ۔ بلکہ وہ انعام دے۔ جو انبیاء، صدیقوں، شہداء اور صلحاء سے مخصوص ہیں۔ بعد ازاں مالک یوم الدین کہا۔ اور اس کے مقابل میں ایک مومن کو یہ دعا مانگنے کی تلقین کی۔ کہ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ یعنے اے جزا سزا کے دن کے مالک جب ہم تیری خوشنودی کے طلبگار ہیں۔ تو ہمیں افراط اور تفریط دونوں راستوں سے بچا۔ ایسا نہ ہو۔ کہ ہم مغضوب اور ضالین میں شامل ہو کر یوم الدین میں تیرے غضب کے مورد بنیں یہ وہ لف و نشر ہے۔ جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"ایک اور بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ اس جگہ لف و نشر مرتب ہے۔ اول الحمد للہ۔ اللہ مستجمع جمیع صفات ہر ایک خوبی کو اپنے اندر رکھنے والا۔ اور ہر ایک عیب اور نقص سے منزہ۔ دوم رب العالمین سوم الرحمن چہارم الرحیم پنجم مالک یوم الدین اب اس کے بعد جو درخواستیں ہیں۔ وہ ان پانچوں کے ماتحت ہیں" (الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء)

امہات الصفات کا مظہر کامل

ایک لطیف نکتہ آپ نے یہ فرمایا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سورۂ فاتحہ میں بیان کردہ صفات کے مظہر کامل تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں

"سورۃ الفاتحہ میں جو اللہ تعالیٰ کی صفات اربعہ بیان ہوئی ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان چاروں صفات کے مظہر کامل تھے۔ مثلاً پہلی صفت رب العالمین ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بھی مظہر ہوئے۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین جیسے رب العالمین عام ربوبیت کو چاہتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیوض و برکات اور آپ کی ہدایت و تبلیغ کل دنیا اور کل عالموں کے لئے قرار پائی۔ پھر دوسری صفت رحمن کی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس صفت کے بھی کامل مظہر ٹھہرے۔ کیونکہ آپ کے فیوض و برکات کا کوئی بدل اور اجر نہیں۔ ما اسئلکم علیہ من اجر۔ پھر آپ رحیمیت کے مظہر ہیں۔ آپ نے اور آپ کے صحابہ نے جو محنتیں اسلام کے لئے کیں۔ اور ان خدمات میں جو تکالیف اٹھائیں۔ وہ ضائع نہیں ہوئیں۔ بلکہ ان کا اجر دیا گیا۔ اور خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف میں رحیم کا لفظ بولا گیا ہے۔ پھر آپ مالکیت یوم الدین کے مظہر بھی ہیں۔ اس کی کامل تجلی فتح مکہ کے دن ہوئی۔ ایسا کامل ظہور اللہ تعالیٰ کی ان صفات اربعہ کا جو امہات الصفات ہیں۔ اور کسی نبی میں نہیں ہوا" (الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء)

یہ چار نکات بطور نمونہ ان کثیر معارف میں سے بیان کیے گئے ہیں۔ جو اس امر کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ظاہر فرمائے۔ انہیں پیش کر کے ہم ذوق رکھنے والے اور حق پسند احباب سے دریافت کرتے ہیں کہ جو انسان خدا تعالیٰ کے کلام قرآن مجید کے ایسے حقائق و معارف بیان فرمائے کیا اس کے صادق اور مامور من اللہ ہونے میں کوئی شبہ ہو سکتا ہے؟

ذکر و فکر

استغفار

اے عزیز کسی مذہب یا کتاب نے اس قدر استغفار پر زور نہیں دیا۔ جتنا قرآن مجید نے۔ بلکہ اکثر مذاہب کا تو اصل یہی ہے۔ کہ گناہ معاف ہی نہیں ہو سکتا۔ یہ رحمت عام اسلام ہی اپنے ساتھ لایا۔ جس نے دنیا کو بتایا۔ کہ گناہ معاف ہو سکتا ہے۔ اور استغفار گناہوں کی معافی کا ایک بڑا بھاری ذریعہ ہے۔ سو اے عزیز تو استغفار کے معنے اچھی طرح سمجھ لے۔ کہ کیا ہیں۔ تاکہ تو پورا فائدہ اس سے اٹھا سکے۔ سو جب تو خدا سے مغفرت اپنے گناہوں کی مانگے۔ تو یہ تین باتیں اپنی نظر میں رکھ۔ کیونکہ یہ استغفار کا لازمہ اور اس کا مطلب ہیں :-

اول :- اقرار کر سچے دل سے اور کھلے طور پر اپنی غلطی کا یا کمزوری کا یا گناہ کا۔ یاد رکھ بعض گناہ معاف ہی نہیں ہوتے جب تک ان کا نام لے کر معافی طلب نہ کی جائے :

دوسرے :- پھر اس غلطی کی مغفرت تین طرح سے طلب کر

(الف) خدا تیرے اس گناہ کی پردہ پوشی کرے۔

(ب) اس گناہ کی جو سزا ہے۔ اس سے تجھے محفوظ رکھے

(ج) آئندہ ہمیشہ تجھے اس گناہ کے دوبارہ ارتکاب سے بچائے :

تیسرے :- مغفرت مانگنے کے ساتھ اس کا رحم بھی مانگ اور عرض کر نہ صرف اس گناہ کی مغفرت ہو۔ بلکہ آئندہ اس گناہ کے مقابل پر جو نیکی ہے۔ اس کی بھی توفیق ملے۔ مثلاً اگر بخل کیا تو سخاوت کی توفیق ملے کسی کی غیبت کی تھی۔ تو اس کے ذکر نیک کی توفیق ملے : وغیرہ وغیرہ

تلاوت کا حق

اے عزیز جب کبھی تو قرآن مجید پڑھا کرے۔ تو اس کی تلاوت کا حق ادا کر۔ ناول اور قصوں اور دیگر کتابوں کی طرح اس کو نہ پڑھا کر۔ اور تلاوت کا حق یہ ہے۔ کہ تو اسے خدا کا کلام یقین کرکے دل کی محبت سے پڑھے۔ اس میں غور و فکر کرے۔ اس نیت سے پڑھے۔ کہ میں اس پر عمل کروں گا۔ اور اس کے احکام کو تمام باتوں پر مقدم کروں گا۔ اگر تو ایسا کرے گا۔ تو گویا تو نے تلاوت کلام الٰہی کا حق ادا کر دیا۔ پھر کلام الٰہی بھی اپنا حق اس کے بدلے میں ادا کرے گا :

خاکسار :- محمد اسمٰعیل از رہتک

تمدنِ اسلام

اسلام اور مساوات

مساوات کا غلط مفہوم

جب سے مسلمانوں نے تعلیم اسلام اور اس سے متعلقہ لٹریچر کا مطالعہ ترک کیا ہے۔ عجیب عجیب نظریے مختلف امور کے متعلق ان میں قائم ہو گئے۔ جنہیں فی الحقیقت اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔ مساوات کے متعلق اسلام نے جو تعلیم دی ہے۔ اس سے بعض کوتاہ فہم لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے۔ کہ اسلام میں ہر معاملہ میں ہر فرد سے اس کی دینی۔ اخلاقی اور تمدنی حالت کو نظر انداز کر کے یکساں سلوک ہونا چاہیئے۔ یعنی ان کے نزدیک اسلامی مساوات یہی ہے۔ کہ چھوٹے۔ بڑے امیر و غریب دیندار اور بے دین کی تمیز ہر معاملہ میں اٹھا دی جائے۔ ہر شخص کو بلا امتیاز یکساں مقام حاصل ہونا چاہیئے۔ خوراک یکساں ملنی چاہیئے۔ اور رہائش کی سہولتیں بھی یکساں حاصل ہونی چاہئیں۔

ایک اور نظریہ

اس کے برعکس ایک فریق وہ ہے۔ جس نے حقیقی مساوات کو ترک کر رکھا ہے۔ ان کا خیال ہے۔ کہ مساوات کے معنے زیادہ سے زیادہ یہ ہیں۔ کہ کسی مسلمان کے سلام کا جواب اسلامی طریق پر دے دیا جائے۔ یا اگر کبھی مسجد میں جانے کا اتفاق ہو۔ تو وہاں اپنے سے کم درجہ رکھنے والے مسلمانوں کی موجودگی کو گوارا کر لیا جائے۔ اور ان کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز ادا کر لی جائے۔

حقیقی مطلب

لیکن حقیقت ان دونوں نظریوں سے جدا ہے۔ اور اسلامی مساوات کا حقیقی مفہوم کچھ اور ہے۔ اسلام ہمیں یہ سکھاتا ہے۔ کہ کوئی انسان پیدائشی طور پر ادنےٰ یا اعلےٰ نہیں ہو سکتا۔ ایک شخص کو محض اس وجہ سے کوئی شخص اپنے سے کمتر نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ کسی ایسے خاندان میں پیدا ہوا۔ جو عرفاً معزز نہیں سمجھا جاتا۔ جو خاندان دنیا میں ذلیل و حقیر سمجھے جاتے ہیں۔ ان میں کا ایک فرد اگر اپنی محنت اور کوشش سے دین کے متعلق صحیح واقفیت پیدا کر لیتا ہے۔ زہد و اتقاء میں نمایاں درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ اور اخلاقی طور پر وہ ایک امتیازی مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ تو وہ کسی ذمہ واری کے کام سے محض اس لئے محروم نہیں رکھا جا سکتا کہ وہ کسی اعلےٰ خاندان میں پیدا نہیں ہوا۔ ذلیل سے ذلیل سمجھی جانے والی قوم سے تعلق رکھنے والے افراد اپنی دینی اور دنیوی قابلیت کی وجہ سے ہر ذمہ واری کا عہدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ ان کے ساتھ ہر قسم کے تمدنی تعلقات قائم کئے جا سکتے ہیں۔ غرضیکہ اسلام کا یہ مقصد ہے۔ کہ کسی انسان کو ترقی کے منازل طے کرنے سے محض اس لئے نہیں روکا جا سکتا۔ کہ وہ فلاں معزز قوم سے تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ ہر شخص کے لئے ترقی کے رستے کھلے ہیں۔ اور وہ اپنی علمی ترقی۔ زہد و اتقاء اور خلق و مروت کی بدولت ہر عزت کا مستحق ہو سکتا ہے۔ اس کے بالمقابل کوئی شخص خواہ عرف عام کے لحاظ سے کتنی ہی معزز قوم کا فرد کیوں نہ ہو۔ اگر وہ ذاتی جوہر سے عاری ہے۔ وہ علم سے محروم ہے۔ زہد و اتقاء اس کے اندر نہیں پایا جاتا۔ اس کے اخلاق درست نہیں۔ تو اس کا محض نام و نسب اسلام میں اس کے لئے کوئی وجہ عزت نہیں بن سکتا۔

حفظ مراتب اور مساوات

پھر اسلام نے جو مساوات کی تعلیم دی ہے۔ اس کا ہرگز یہ منشاء نہیں۔ کہ حفظ مراتب کا خیال نہ رکھا جائے۔ اور ہر انسان سے ہر لحاظ سے لازماً یکساں سلوک کیا جائے۔ اللہ تعالےٰ نے انسانوں کے حالات میں اپنی مصلحت کے ماتحت جو امتیاز رکھا ہے۔ اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اسلامی مساوات اگر ایک طرف یہ بات سکھاتی ہے۔ کہ کسی انسان کو محض اس کے خاندان کی پستی کی وجہ سے ذلیل و حقیر نہ سمجھا جائے۔ اور کسی خاص خاندان یا قوم میں پیدا ہونے کی وجہ سے ترقی کے اعلےٰ مواقع سے محروم نہ کر دیا جائے۔ بلکہ اس کی اپنی حالت کو دیکھا جائے۔ اور اس کے مطابق اس سے سلوک کیا جائے۔ تو دوسری طرف یہ بھی بتاتی ہے۔ کہ مختلف انسانوں کے تمدنی اور معاشرتی حالات کو بھی مدنظر رکھا جائے۔ اور یہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ سب لوگوں کو ان کے مرتبہ اور درجہ سے قطع نظر کرتے ہوئے ایک ہی جیسی زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا جائے۔ تمدنی اختلاف دنیا میں قائم رہے گا۔ اور کسی صورت میں اسے مٹایا نہیں جا سکتا۔ جو لوگ اس امتیاز کو مٹا دینے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ وہ گویا انسانی فطرت کے خلاف چلتے ہیں۔ اور یہ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں۔ جو اپنی کم ہمتی سستی اور غفلت کی وجہ سے کسی قسم کی قابلیت اور امتیاز حاصل کرنے کی کوشش تو کرتے نہیں لیکن چاہتے یہ ہیں۔ کہ ان کے ساتھ سلوک اس قسم کا کیا جائے۔ جس کے مستحق وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے ایثار و قربانی۔ محنت و مشقت کے ذریعہ اپنے اندر کسی رنگ کی خوبی اور قابلیت پیدا کر لی ہے۔ چونکہ اس قسم کی مساوات چاہنے والے لوگ جماعت کی ترقی کے رستہ میں بہت بڑی روک ہوتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ ان کے اس غلط خیال کی اصلاح کرنے کی کوشش کی جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ کہ گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی پس مدارج و مراتب کا خیال رکھنا نہ صرف یہ کہ اسلامی مساوات کے منافی نہیں۔ بلکہ نہایت ضروری ہے

اپنی ترقی اور دوسروں کا کنٹرول

غرضیکہ اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیا جانا چاہیئے کہ اسلامی مساوات کا یہ مفہوم قطعاً نہیں۔ کہ جن لوگوں کو اللہ تعالےٰ نے عزت دی ہے۔ ان کا احترام نہ کیا جائے۔ اور ان کی پوزیشن کو نظر انداز کر دیا جائے۔ اسلام اگر ہر شخص کے لئے بلا امتیاز رنگ و نسل ترقی کے دروازے کھولتا ہے۔ اور ہر ایک کو دنیا میں آگے بڑھنے کے مواقع سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کا موقعہ دیتا ہے۔ تو دوسری طرف اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ کہ جن لوگوں نے اپنی محنت۔ کوشش قابلیت اور ایثار و قربانی کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کے افضال کا اپنے آپ کو مورد بنایا۔ اور اس کی رحمتوں کے وارث ہو کر اعلیٰ مقامات اور بلند مناصب پر فائز ہوئے۔ ان کے ساتھ ان کے حسب حال عزت و احترام کا سلوک روا نہ رکھا جائے۔ ہر شخص کے لئے ترقی کرنے اور آگے بڑھنے کا دروازہ کھلا ہے۔ لیکن کسی قابل احترام شخصیت کا احترام نہ کرنا نہایت ہی بے ہودہ بات ہے۔ اور اسلامی مساوات سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ ایسا کرنا اسلام کے رو سے ممنوع اور سخت گناہ ہے۔ ہر شخص کے درجہ اور رتبہ کا خیال رکھنا لازمی اور لابدی ہے۔

طوفانِ تبسّم

جناب شوکت صاحب تھانوی ایک شگفتہ نگار قابل نوجوان ہیں۔ اور نہایت پاکیزہ مذاق رکھتے ہیں جس کا پتہ ان کے ان مزاحیہ مضامین سے لگ سکتا ہے۔ جو رسالوں اور اخبارات میں شائع ہو کر خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ اور جن کا ایک مجموعہ حال میں "طوفانِ تبسم" کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہوا ہے۔ ان مضامین میں زندگی کے نہایت اہم اور دقیق معاملات پر خامہ فرسائی کی گئی ہے لیکن کیا مجال کہ متانت اور تہذیب کا دامن کسی موقعہ پر بھی ہاتھ سے چھوٹا ہو پھر لطف کی بات یہ ہے۔ کہ مضامین کی دلچسپی اور دلکشی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اور ان میں نہایت کام کی باتیں بیان کر دی گئی ہیں۔ غرضیکہ یہ چھوٹی سی کتاب نہایت دلچسپ ہے ناظرین خود مطالعہ کریں۔ اور بلا پس و پیش خواتین کو بھی مطالعہ کے لئے دیں۔

لکھائی چھپائی عمدہ ہے قیمت مجلد عمـ/ روپے اور ملنے کا پتہ شوکت بک ڈپو لکھنؤ ہے۔

نظارتوں کے اعلانات

تقرر امراء

مندرجہ ذیل جماعتوں کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے حسب ذیل اصحاب کو ۲۰ اگست ۱۹۳۳ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۳۵ء تک امیر مقرر فرمایا ہے۔

(۱) حلقہ پوہلا مہاراں (بشمولیت جماعتہائے احمدیہ میانوالی خانانوالی ضلع سیالکوٹ۔ چندر کے منگولے۔ بدوملہی۔ ڈیریانوالہ۔ دھرگ میانہ۔ بینو باجوہ۔ رنگے پور۔ رعیہ داعیوالہ) چوہدری غلام محمد صاحب سکنہ پوہلاں مہاراں

(۲) یادگیر سیٹھ حسن صاحب

(۳) بھاگل پور مولوی عبد الماجد صاحب

(۴) امرتسر (ڈاکٹر محمد منیر صاحب کی امرتسر میں واپسی تک) بابو عبد الرشید صاحب

ناظر اعلیٰ ۳ ستمبر ۱۹۳۳ء

ایک مخلص احمدی کا تبلیغ کیلئے انتہائی ایثار

ریاست جھالراپاٹن سٹی میں ہمارے ایک مخلص بھائی علی شیرخاں صاحب رہتے ہیں۔ ان کو تبلیغ کا اس قدر شوق ہے کہ انہوں نے اپنا نام ہی غلام محمود احمد قادیانی رکھ لیا ہے۔ کچھ عرصہ ہوا کہ ان کے دل میں تبلیغ کے متعلق زیادہ جوش پیدا ہوا۔ اس پر ان کو خیال آیا کہ مرکز سے مبلغ منگوا کر تبلیغ کرائی جائے۔ چنانچہ انہوں نے مرکز میں مبلغ کے لئے درخواست کی۔ دفتر ان کے حالات سے ناواقف تھا۔ اس لئے حسب دستور ان کو لکھدیا۔ کہ اگر آپ مبلغ کا سفر خرچ بھیج دیں۔ تو مبلغ بھیجدیا جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے مبلغ بیس روپے بھیجدیے جب مولوی غلام احمد صاحب مجاہد کو وہاں بھیجا گیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ وہ نہایت ہی غریب ہیں۔ اور بکریاں چرا کر بمشکل اپنا گزارہ کر رہے ہیں۔ دفتر کے مطالبہ پر انہوں نے اپنی بیوی کا زیور بیچ کر بیس روپے فوراً بھیج دیئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس قربانی و ایثار کو قبول فرمائے۔ اور ان کے مال و دولت و اولاد میں برکت دے۔ مبلغ کی رپورٹ آنے پر ان کو ۱۵ واپس بھیج دیئے ہیں۔

فجزاہم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرت

ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

ایک مبلغ کی ضرورت

ضلع آگرہ کے ایک گاؤں میں ایک ایسے مبلغ کی ضرورت ہے۔ جو تبلیغ کا کام کر سکے اور بچوں کو قرآن شریف کا ترجمہ وغیرہ پڑھا سکے۔ اور طب بھی جانتا ہو۔ کیونکہ ہم صرف ۵ ماہوار دیں گے۔ باقی وہاں طب کر کے گزارہ کر سکتا ہے وہاں اخراجات بھی زیادہ نہیں ہیں۔ معمولی گزارہ چار پانچ روپے ماہوار میں ہو سکتا ہے۔ خواہشمند احباب اپنی درخواستیں پریذیڈنٹ یا سکرٹری کی تصدیق سے بھجوائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان۔

۱۹۳۳ء کے سالانہ جلسہ پر تاجرانہ نمائش

مجلس مشاورت ۱۹۳۲ء کے موقع پر احباب جماعت کے مشورہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے سالانہ جلسہ پر تاجرانہ نمائش کے قائم کرنے کی منظوری عطا فرمائی تھی۔ جس کا اجراء انشاء اللہ سال حال کے جلسہ پر کیا جائے گا۔ ایک چوک دیا جائے گا۔ جس کے ارد گرد تاجرانہ نمائش کی دوکانوں کے علاوہ کھانے پینے کی اشیاء کی دوکانیں بھی ہونگی۔ اس تاجرانہ نمائش کے قائم کرنے اور اس کو مفید اور بہتر بنانے کے لئے کچھ قواعد بھی بنانے کی ضرورت ہے نیز اس امر کی بھی ضرورت ہے۔ کہ تاجر احباب کثرت کے ساتھ اپنے اپنے علاقہ کی مفید اشیاء تاجرانہ نمائش کے لئے ہمراہ لائیں۔ لہٰذا احباب جماعت میں سے بالخصوص تاجر طبقہ کے اصحاب سے گذارش ہے۔ کہ وہ تاجرانہ نمائش کو جس کی ابتداء انشاء اللہ امسال سالانہ جلسہ پر کی جانے والی ہے۔ کامیاب بنانے اور اس کے قواعد وغیرہ تجویز کرنے کے متعلق کسی قسم کا مشورہ نظارت امور عامہ کو بھجوا سکیں۔ تو میں ان کا شکر گذار ہونگا۔ (ناظر امور عامہ۔ قادیان)

قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مجلس مشاورت ۱۹۳۳ء کے موقع پر بعد مشورہ نمائندگان فیصلہ فرمایا تھا کہ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ مختصر نوٹوں کے ساتھ جس قدر جلد ممکن ہو شائع کر دیا جائے۔ دوست اپنی اپنی جگہ کوشش کر کے دو ہزار خریدار پیشگی قیمت ادا کرنے والے مہیا کریں۔ اس لئے گذارش ہے کہ احباب کوشش کے ساتھ خریدار بہم پہنچائیں۔ اور پیشگی قیمت ساڑھے سات روپیہ فی نسخہ کے حساب سے محاسب صدر انجمن احمدیہ

کے پتہ پر ارسال کریں۔ یہ کام نہایت توجہ اور تن دہی سے ہونا چاہیئے۔ تاکہ طباعت کا کام جلد سے جلد ہاتھ میں لیا جا سکے۔ (ناظر تالیف و تصنیف قادیان)

تبلیغ بذریعہ اشاعت کیلئے روپیہ کی ضرورت

مجلس مشاورت پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تبلیغ بذریعہ اشاعت کے لئے بارہ سو روپیہ کے متعلق فیصلہ فرمایا تھا۔ کہ یہ روپیہ جماعت پورا کر دے۔ ابھی تک اس مد میں بہت تھوڑی رقم موصول ہوئی ہے۔ جماعتیں توجہ فرمائیں۔ الفضل نمبر ۱۵۲ میں پہلے اعلان کیا جا چکا ہے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ۔ قادیان

کتاب "بیان المجاہد" کے متعلق اعلان

کتاب "بیان المجاہد" جو مولوی غلام احمد صاحب نے شائع کی ہے۔ کوئی صاحب اس وقت تک نہ خریدیں۔ جب تک نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے اس کی خریداری کا اعلان نہ ہو۔

ناظر دعوت و تبلیغ

مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہ

صیغہ تعلیم و تربیت کے لئے ایسے دوستوں کی ضرورت ہے جو تربیت جماعت کے لئے کچھ وقت دے سکیں۔ مثلاً سکولوں کے مدرس یا اور ملازمت پیشہ احباب جن کو سرکاری طور پر موسمی یا اور تعطیلات مل جاتی ہیں۔ یا مل سکتی ہوں اور ان تعطیلات میں سے کچھ وقت دین کی خدمت کے لئے وقف کر سکیں براہ کرم وہ اپنے نام سے مجھے اطلاع دیں۔ نیز یہ بھی لکھیں۔ کہ وہ کس قدر وقت اور کس ماہ میں دے سکیں گے۔ نیز اس کے علاوہ اور صاحب جو ملازمت پیشہ نہ ہوں۔ اور وقت دے سکیں۔ وہ بھی اپنے نام لکھوا سکتے ہیں۔ (ناظر تعلیم و تربیت)

امتحان کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اس سال کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کتب اربعین کامل۔ ضرورت الامام ایک غلطی کا ازالہ۔ اور تجلیات الٰہیہ بطور نصاب مقرر کی گئی ہیں۔ ان ہر چار کتب میں سے امتحان لیا جائیگا۔ ہماری جماعت کو چاہیے۔ کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس امتحان میں شامل ہوں۔ تاکہ ان پڑا من ہتھیار دن کے

193

سری سرکار راجہ صاحب بہادر پونچھ کی خدمت میں

جماعت احمدیہ پونچھ کا ایڈریس اور اس کا جواب

گزشتہ ماہ جولائی میں جماعت احمدیہ پونچھ نے اپنا سالانہ جلسہ کیا۔ جس کے ایک اجلاس کی جو ۳۱ جولائی کو منعقد ہوا۔ صدارت ازراہ کرم سری سرکار راجہ صاحب بہادر پونچھ نے فرمائی۔ اس موقعہ پر پریذیڈنٹ صاحب انجمن احمدیہ پونچھ نے ایڈریس خدمت والا میں پیش کیا۔ ذیل میں وہ ایڈریس اور اس کا جواب درج کیا جاتا ہے۔

شکریہ

حضور والاشان - بیشتر اس کے کہ کوئی حرف مطلب زبان پر لائیں۔ ہم اراکین انجمن احمدیہ پونچھ تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ باوجود گوناگوں مصروفیتوں کے حضور سری سرکار والامدار نے ہمارے جلسہ کی صدارت کو شرف قبولیت بخشا۔

جماعت احمدیہ اور پونچھ

سرکار والامدار! جماعت احمدیہ قادیان اپنی مذہبی حیثیت سے اب اس مرحلہ پر پہنچ چکی ہے۔ کہ کسی خاص تعارف کی محتاج نہیں اس جماعت کی مذہبی رواداری۔ امن پسندی اور حکومت یا کسی دوسرے مذہبی فرقہ یا سوسائٹی سے معقول تعاون کی سپرٹ سے دنیا اچھی طرح واقف ہو چکی ہے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کے تبلیغی مشن آج دنیا کے ہر کونے میں مختلف حکومتوں کے اندر بلا روک ٹوک مذہب اسلام کی خالص تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ اور اس سلسلہ کے افراد اپنی معقول پسندانہ روش سے دوسری قوموں اور مذاہب سے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ بانی سلسلہ احمدیہ کی تعلیم کا ایک اہم جزو یہ ہے۔ کہ ہر احمدی پر خواہ وہ کسی ملک کا باشندہ ہو۔ حکومت موجودالوقت کی اطاعت فرض ہے۔ اس سنہری اصل کی بدولت آج احمدیہ جماعت پر کسی مہذب حکومت کی طرف سے بھی کسی قسم کا تعرض نہیں کیا جاتا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ریاست پونچھ میں بھی احمدیہ سلسلہ کے افراد کثیر التعداد موجود ہیں۔ اور گزشتہ پر آشوب زمانہ میں جبکہ ریاست کو ایک مشکل دقت سے گزرنا پڑا۔ اس وقت معزز مسلمانان پونچھ اور جماعت احمدیہ کے افراد نہ صرف خود امن پسند رہے۔ بلکہ دوسروں کو بھی پر امن رکھنے میں حتی الامکان کوشاں رہے۔ جہاں ایک طرف افراد جماعت احمدیہ نے امن پسندی کی اشاعت سے اپنے فرض کا ثبوت دیتے ہوئے حکومت کا ہاتھ بٹایا ہے۔ وہاں دوسری طرف ناکردہ گناہ گرفتار شدگان کی جائز قانونی اعانت کرتے ہوئے انہیں قید و بند سے آزاد کرایا ہے۔ جس سے ایک طرف ناکردہ گناہ لوگوں نے مخلصی پائی۔ تو دوسری طرف حکومت کی پوزیشن بھی دنیا کے سامنے واضح ہو گئی۔ کہ بے قصور سرداران علاقہ کو خواہ مخواہ قید و بند میں رکھنے کے لئے کوئی اجازت نہ تھا۔ جس کا لازمی نتیجہ راعی اور رعایا کے خوشگوار تعلقات کا استحکام ہے۔ ان ہی اغراض کے پورا کرنے کے لئے اراکین آل انڈیا کشمیر کمیٹی عموماً و سابق صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی حضرت اقدس میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے خصوصاً اپنی خاص مہربانی و تدبر سے کام لے کر سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کو خاص ہدایات دے کر علاقہ ہذا میں بھیجا تھا جنہوں نے بڑی تکالیف اور صعوبات سفر کا سامنا کرتے ہوئے تمام فساد زدہ علاقہ کا دورہ کیا۔ اور بعد دریافت صحیح حالات مفصل رپورٹ حضور والا اور مسٹر ایل۔ ڈبلیو جارڈین صاحب پیشل منسٹر جموں و کشمیر گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کی۔ جس سے اصل حالات شورش حضور والا پر روشن ہو چکے ہیں — اور اس بناء پر راعی اور رعایا کے درمیان تعلقات اصلاح پذیر ہو چکے ہیں۔ یہ احسان فراموشی ہو گی۔ اگر ہم اس موقعہ پر خان بہادر سید میر حسین شاہ صاحب وزیر پونچھ کا بھی شکریہ ادا نہ کریں۔ جنہوں نے ایسے آڑے وقت میں جبکہ ابھی پونچھ میں بے چینی اور بے اطمینانی کا دور باقی تھا۔ عین وقت پر پہنچ کر ہر کس و ناکس سے نہایت منصفانہ بلکہ محسنانہ سلوک روا رکھا۔ جس سے امن و امان پونچھ میں کافی اضافہ ہو گیا۔

جماعت احمدیہ پونچھ کی درخواست

ریاست جموں و کشمیر کے علاوہ ہماری جماعت کی شاخیں مضافات پونچھ۔ درہ شیر خان ٹائیں۔ منکوٹ۔ چھجلہ بسلواہ۔ ڈھرانہ۔ گورساہی سنگیوٹ پمروٹ۔ شنیدرہ۔ کلائی۔ کردینی۔ ساولی خاص۔ پولس۔ کنوئیاں کرماڑہ وغیرہ مقامات میں موجود ہیں۔ ہماری جماعت مذہبی جماعت ہے۔ اور تبلیغ اسلام اس جماعت کا واحد مقصد ہے۔ اس کے لئے چونکہ ایک نظام اور ضبط کی ضرورت ہے۔ لہٰذا اس کے لئے ہماری انجمن ہر اس تحریک کے ماتحت کام کرنا اپنا فرض سمجھتی ہے۔ جو سلسلہ عالیہ کے مرکز یعنے قادیان دارالامان سے اٹھائی جائے۔ شہر پونچھ میں بھی ایک تعداد افراد جماعت احمدیہ کی موجود ہے۔ جنکو اپنی مذہبی اور مجلسی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ایک مرکزی جگہ مہیا نہ ہونے کی وجہ سے سخت دقت کا سامنا ہو رہا ہے۔ پنجگانہ فریضہ نماز اور جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لئے ہمارے پاس کوئی ایسی جگہ نہیں۔ جسے ہم بطور مسجد استعمال کر سکیں۔ دیہات میں جماعت کے افراد ہزاروں کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور روز بروز ان میں نمایاں اضافہ ہو رہا ہے۔ پونچھ ایک مرکزی مقام ہونے کی وجہ سے احمدیان پونچھ کے لئے ایک مرکزی مقام ہے۔ مگر شہر پونچھ کی جماعت کے پاس اپنے باہر سے آئے ہوئے بھائیوں اور معزز مہمان کے قیام وغیرہ کے لئے۔ جو مذہبی غرض سے یہاں آتے ہیں۔ اس وقت قطعاً کوئی انتظام نہیں ہے۔ سری سرکار والامدار کی رعایا کا ہر فرقہ اپنی اپنی عبادت گاہ رکھتا ہے جہیں وہ اطمینان سے اپنے مذہبی فرائض کی ادائیگی میں مصروف ہے لیکن جماعت احمدیہ پونچھ مالی لحاظ سے ایک کمزور اور غریب جماعت ہے۔ اور اپنی بڑھتی ہوئی ضروریات مذہبی کو پورا کرنے کے ایک موزون جگہ اور عمارت کا مہیا کرنا اس کی استطاعت سے باہر ہے۔ رعایا کے کسی طبقہ کی ایسی مذہبی ضرورت کو پورا کرنے سے حکومتیں نہیں ہچکچاتیں۔ اور ایسی مثالیں نہ صرف دوسری حکومتوں میں موجود ہیں۔ جہاں راعی اور رعایا مختلف مذاہب کے پیرو ہیں۔ بلکہ خود ریاست پونچھ میں بھی ایسی مثالوں کا فقدان نہیں ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ پونچھ مؤدبانہ درخواست کرتی ہے کہ سری سرکار والامدار ازراہ خسروانہ وہ ٹکڑا زمین جو گورستان پریڈ کے متصل واقعہ ہے۔ اور جہاں کچھ عرصہ باوا سورج ناتھ صاحب کی رہائش رہی ہے۔ اب وہ رقبہ محکمہ نزول کے ماتحت زیر کرایہ ہے یا اگر اس زمین کے عطا کئے جانے میں کوئی امر مانع ہو۔ تو پھر سفید قطعہ زمین جو فیل خانہ کے شمالی جانب ہے۔ اور شارع عام اور فیل خانہ کے درمیان ہے۔ عنایت فرمائی جائے بطور عطیہ شاہانہ برائے تعمیر مسجد مرحمت فرما کر نوازش شاہانہ سے سرفراز فرمائیں۔ تاکہ وہ لوگ جو اس قبرستان میں مدفون ہیں۔ ان کی روحوں کو شبانہ روز کی عبادتوں کی بدولت ثواب عظیم پہنچتا رہے۔ اور تمام خاندان شاہی کے لئے بھی تا ابد نیک نامی کی زندہ یادگار قائم رہے۔

یہاں یہ امر بھی بے محل نہ ہوگا۔ کہ مسجد کی خدمت کے لئے ماہانہ وظیفہ اور اراضی تعدادی ۔ گھماؤں کسی ایک شکارگاہ سے بصیغہ دھرم ارتھ منظور فرمائی جائے۔ اس کار خیر میں اقدام کرنے کے لئے جماعت احمدیہ پونچھ سرکار والامدار اور حضور والا کے خاندان شاہی کے لئے ہمیشہ دعاگو رہے گی۔

دادرسی کی التجا

غریب پرور یہ امر بھی حضور والا سے پوشیدہ نہیں

کہ ایام شورش میں سردار غلام محی الدین خاں نمبردار اڑائی جس کے خاندان میں ایک ہی اندھیرے گھر کا چراغ محمد یعقوب خان اس کا ایک بیٹا تھا۔ جسے نشانۂ بندوق بنایا گیا۔ تاحال اس کے والد بزرگوار کی حکومت کی طرف سے اشک شوئی نہیں ہوئی۔ اس لئے نمبردار مذکور کے تالیف قلب کے لئے معقول معاوضہ عطا فرما کر اس کے سینہ کی سلگتی ہوئی آگ کو حضور والا کا دستِ سخا ابرِ رحمت بن کر بجھائے۔ تاکہ اس کے خاندان کی دعائیں حضور والا کے لئے ترقئ جاہ و جلال کا باعث بنیں۔

مکرر شکریہ

عالیجاہا۔ ہم اس امر کے لئے دوبارہ شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ حضور سری سرکار والا مدار نے اپنے بے بہا وقت کو ہم نیاز مندان کی خاطر قربان فرما کر ہمارے اس سالانہ جلسہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے زینت بخشی۔ بالآخر ہم درگاہ ایزدی میں دست بدعا ہیں۔ کہ سرکار والا مدار کا سایہ ہما پایہ ہمارے سروں پر قائم رہے۔ اور سری ٹکا صاحب بہادر و سری راجکمار صاحب بہادر و خاندان شاہی کی عمر و دولت و اقبال میں ترقی ہو۔

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین آباد

ہم ہیں حضور والا کے دعاگو۔ ممبران انجمن احمدیہ پونچھ برانچ قادیان

جواب ایڈریس

مذکورہ بالا ایڈریس کا حسب ذیل جواب سری سرکار کی طرف سے عنایت کیا گیا۔

معزز حاضرین و ممبران انجمن :۔

اینجانب کو آپ کے جلسہ کی صدارت قبول کرنے میں مسرت ہوئی ہے۔ یہ امر باعث خوشی ہے۔ کہ آپ امن پسندی اطاعت حکومت و دوسرے مذہبی فرقوں سے معقول تعاون رکھنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ بالطبع یہ ایسے اصول ہیں۔ کہ ہر انجمن کو انہیں عملی طور پر اپنا نصب العین بنانا چاہیئے۔ اور ان سے انحراف کو فعل قبیح تصور کرنا چاہیئے۔ جہاں ہر فرقہ مذہبی رواداری۔ امن پسندی و راج بھگتی کے زیور سے آراستہ ہو وہاں کسی شورش و فتنہ انگیزی کی کب توقع ہو سکتی ہے۔ سال گذشتہ کی دلخراش شورش جس کا ذکر آپ نے اپنے ایڈریس میں کیا ہے۔ کسی نیک نتیجہ پر نہیں پہنچا سکتی۔ بد امنی سدا نہیں رہا کرتی۔ نہ خدا ہی ایسے بندوں سے کبھی خوش ہو سکتا ہے۔ جو امن عامہ میں خلل ڈال کر عوام کے دلوں میں اضطراب اور بے چینی پیدا کریں۔ ہمیشہ مکدر فضا کے بعد صاف مطلع نکل آیا کرتا ہے اور وہ لوگ جو ایسے پُرآشوب وقت میں خیر خواہ رہتے ہیں۔ ملک اور قوم کی نظروں میں اعلیٰ رتبہ پاتے ہیں۔ اس شورش میں جن اصحاب نے قابل قدر کام کیا ہے۔ ان کا نام ریکارڈ میں آچکا ہوا ہے۔ اور عنقریب ہی وزیر صاحب ان کی حوصلہ افزائی کئے جانے کے متعلق تجویز پیش کرینگے۔

آپ نے اپنے ایڈریس میں ضرورت اولیں تعمیر مسجد جتلائی ہے۔ اور اس غرض کے لئے آپ خواہاں ہیں۔ کہ آپ کو جگہ موسومہ باوا سورج ناتھ والی کٹیا دی جائے۔ اور اگر ایسا نہ ہو سکتا ہو۔ تو فیل خانہ کے پیچھے کا خالی رقبہ دیا جائے۔ آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ اسی سال قریباً دو ماہ قبل یہی جگہ سری سکھدیو سناتن دھرم سبھا پونچھ نے اپنے سالانہ جلسہ کے موقع پر برائے تعمیر کرشن ہال مانگی تھی لیکن اس کا دیا جانا چند وجوہات سے منظور نہیں کیا گیا تھا۔ آپ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ جب یہ جگہ ایک سبھا کو نہیں دی گئی۔ تو دوسری انجمن کو کم و بیش انہی اغراض کے لئے کس طرح دی جا سکتی ہے دوسری جگہ جس کے لئے آپ نے التجا کی ہے۔ اس کے دئے جانے کے مسئلہ پر دریافت ہو کر غور کی جائے گی۔ مسجد کے ماہانہ وظیفہ کے متعلق بھی معاملہ اس وقت غور طلب ہوگا جبکہ آپ تعمیر مسجد کر لینگے۔ عطیۂ اراضیات منجملہ شکارگاہ واگذار شدہ کے متعلق اینجانب نے معرفت وزیر صاحب۔ چیف ریونیو افسر صاحب سے رپورٹ طلب کی ہوئی ہے۔ اس کے موصول ہونے پر غور کی جائے گی۔ کہ پونچھ کی جملہ سوسائیٹیوں کو منفرداً حسب ضروریات کس قدر رقبہ دیا جا سکتا ہے۔ غلام محی الدین خان نمبردار اڑائی کا معاملہ پہلے سے ہی زیر غور ہے۔ اور جلدی ہی اس بارہ میں حکم صادر کیا جائے گا۔ جو نیک دعا آپ نے حضور اینجانب اور خاندان شاہی کے لئے کی ہے۔ ہم اس کے لئے آپ کا دِل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور آپ کی انجمن کے لئے یک صد روپیہ بطور عطیہ بخشتے ہیں۔

پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ پونچھ (کشمیر)

نامہ حیدرآباد

اضلاع میں تبلیغ

محبوب نگر اور یادگیر کے سالانہ جلسے ہو چکے ہیں۔ جڑچرلہ ضلع محبوب نگر میں ایک احمدی کے نکاح کی تقریب پر تبلیغی جلسہ ہوا۔ جس میں الحاج مولوی عبد الرحیم صاحب نیرؔ نے خطبہ نکاح پڑھتے ہوئے پیغام حق پہنچایا۔ نیز انفرادی طور پر بعض لوگوں نے سلسلہ کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ جڑچرلہ حیدرآباد شہر سے قریباً ساٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس کے بعد گذشتہ ہفتہ مولانا موصوف سمستان ارچنتا میں بمقام چنت کنٹا میں تشریف لے گئے۔ جہاں پر سیٹھ حسن صاحب احمدی یادگیری کا ایک بہت بڑا کارخانہ ہے۔ اس موقعہ پر احمدی معقول تعداد میں جمع تھے۔ مردوں کے علاوہ عورتیں بھی تھیں۔ عورتوں میں ایک وعظ ہوا۔ اور پھر مقامی ہندوؤں کی خاطر تلنگی ترجمان کی مدد سے مولانا نے وعظ کیا۔ اس کے علاوہ سر مست حسین صاحب نے تلنگی زبان میں دو وعظ کئے۔ جنہیں ہندوؤں نے بہت توجہ سے سنا اور بے حد پسند کیا۔ سیٹھ محمد اعظم صاحب نے بھی ایک موزوں تقریر کی۔

مقامی تبلیغ

احمدیہ جوبلی ہال میں روزانہ اوسطاً ۱۲ آدمی مطالعہ کے لئے آتے ہیں۔ اور ہفتہ میں دو مرتبہ الحاج مولوی عبد الرحیم صاحب نیر درس قرآن دینے میں اس میں حاضری بفضلہ تعالیٰ بڑھ رہی ہے۔ سیکرٹری تبلیغ مولوی عبد القادر صاحب صدیقی اور افسر کے ہتمم مولوی منظور احمد صاحب تبلیغ کی طرف متوجہ ہیں۔ ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کے اجلاس ہفتہ وار جمعہ کے بعد ہال میں ہوتے ہیں۔ جن میں سننے کے لئے غیر احمدی اصحاب بھی تشریف لاتے ہیں۔ ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے اس وقت تک سات تبلیغی ٹریکٹ شائع ہو کر تقسیم ہو چکے ہیں

کائستھ یونین کا جلسہ سالانہ

کائستھ یونین حیدرآباد کا سالانہ جلسہ گذشتہ ہفتہ کو راجہ محبوب نواز ونت کی ڈیوڑھی میں زیر صدارت راجہ نرسنگھ راج بہادر منعقد ہوا۔ جس میں مولانا نیرؔ صاحب نے سری کرشن جی کی حیات پر تقریر کی جو ہندوؤں میں بیحد مقبول ہوئی۔ معزز صدر نے اظہار مسرت فرماتے ہوئے کہا کہ انکی زندگی میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ ایک مسلمان سے سری کرشن جی مہاراج کی زندگی پر تقریر سننے کا انہیں اتفاق ہوا۔ اور مولانا کا شکریہ ادا کیا۔

آدی ڈریویڈا ڈے

ریاست حیدرآباد میں آریہ سماج۔ کانگرس اور مہا سبھا بڑی طاقت سے عرصہ دراز سے کام کر رہی ہیں۔ مگر مسلمانوں کی عام غفلت کا یہ عالم ہے کہ ان کو ملکی اور غیر ملکی سوال میں دوسرے مسائل کی نسبت زیادہ دلچسپی ہے۔ غیر ملکی سے مراد شمالی ہند کے مسلمان ہیں جن کو ہندوؤں کے ساتھ مل کر یہاں کے مسلمانوں کا ایک طبقہ حیدرآباد سے نکالنا چاہتا ہے۔ اور اس طرح خود بخود دشمن کے جال میں پھنس رہا ہے۔ مسلمانوں کی اس غفلت سے فائدہ اٹھا کر قریباً بیس برس سے ایک انجمن آدی ہندو سوشل سروس لیگ کے نام سے قائم ہے جو ادنیٰ اقوام کو کانگرسی بنا رہی ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اس کے مقابلے کیلئے دو سال سے ایک نئی جماعت قائم ہو گئی ہے جس کا نام آدی ڈریویڈا لیگ ہے اس کی طرف سے ملک میں چالیس مدرسے قائم ہیں۔ جن میں ساڑھے تین ہزار کے قریب اچھوت طلباء تعلیم پاتے ہیں

اردو شارٹ ہینڈ

مختصر نویسی کے مستند ماہر و شہرہ آفاق استاد مسٹر جی ایم بھٹہ - ایف - ایس - ڈی - ایس - سی ٹی - ایس - ڈی - (انگلینڈ) ایم - آئی - ایس - ڈی - ایم - پیرس) پرنسپل صاحب انڈین کارسپونڈنس کالج بٹالہ کی تازہ تصنیف صرف دس آسان سبق کوزہ میں دریا پراسپکٹس و نمونہ سبق مفت

منیجر انڈین کارسپونڈنس کالج بٹالہ - پنجاب

اطمینان کی بات

اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے کہ

اگر مال پسند نہ ہو - تو فوراً واپس کردیں

لنگی ریشمی مشہدی اصلی ایرانہ چار روپیہ - لنگی سلکی مشہدی سوا روپیہ ۔ صافہ ایرانہ اصلی ریشمی چار روپیہ - صافہ سلکی ڈیڑھ روپیہ - لنگی سوتی چینی یا ماشی بڑھیا ۔ ریشمی بنیان مردانہ ایک روپیہ - گلوبند مفلر ریشمی - کلاہ سلمہ ستارہ والا مخملی - جائے نماز پھولدار - تولیہ - بستر نما پھولدار ڈھائی روپیہ - زنانہ ریشمی ساڑھی پھولدار ۳ گز لمبی تین روپیہ - زنانہ ریشمی دوپٹہ پھولدار پورا ناپ ڈھائی روپیہ - زنانہ ریشمی بنیان پھولدار - زنانہ ریشمی چوٹی زرین ایک روپیہ - ربڑ کی انگیا عورتوں کے لئے درجہ خاص - درجہ اول

ملنے کا پتہ

شیخ عبدالرحمن اینڈ سنز سوداگران لنگی بٹکہ لودھیانہ

اندھیرے گھر کا چراغ حب الحُمرا بے اولادوں کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہے

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہوں - یا مردہ پیدا ہوتے ہوں - یا حمل گر جاتا ہو - اس مرض کو عوام الحُمرا کہتے ہیں - طبیب لوگ اسقاط حمل اور ڈاکٹر صاحبان مس کیرج کہتے ہیں - یہ نہایت ہی متعدی بیماری ہے - اس نے ہزاروں گھر بے اولاد کر دیئے - جو ہمیشہ نونہال بچوں کی آرزو میں غم و مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں - مولا کریم ہر ایک کو اس موذی مرض سے محفوظ رکھے - آمین - اس بیماری کا مجرب علاج نظام جان مالک دواخانہ معین الصحت نے استاد الحکیم حضرت نورالدین رضی شاہی طبیب سے سیکھا ہے اور حضور ہی کے حکم سے ۱۹۱۰ء سے پبلک میں شائع کیا - اور احتیاطاً لنگ میں گورنمنٹ آف انڈیا سے اپنے دواخانہ کے لئے رجسٹرڈ کرایا ہے - تاکہ پبلک کسی اور کے دھوکہ میں نہ پھنس جائے - حب الحُمرا مولانا استادی الحکیم نورالدین شاہی طبیب کا مجرب نسخہ ہے - یہ نسخہ نہ کوئی اور شخص بنا سکتا ہے - اور نہ ہی فروخت کر سکتا ہے - ہوشیار رہیں - صرف دواخانہ ہذا کے لئے رجسٹرڈ ہے - اس کے استعمال سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں - حب الحُمرا کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت - تندرست الحُمرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہو کر مایوس والدین کے لئے دل کی ٹھنڈک ہوتا ہے - منگوا کر استعمال کرا کر قدرت خدا کا مشاہدہ کریں - قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک ۱۱ تولہ - یکدم منگوانے پر علاوہ محصول - نصف منگوانے پر صرف محصول معاف -

نوٹ: - ہمارے دواخانہ میں ہر ایک قسم کے مجرب ادویہ امراض زنانہ و مردانہ بچوں اور آنکھوں کے لئے تیار ملتے ہیں - آرڈر دیتے وقت بیمار کا مفصل حال تحریر کیا جائے -

المشتہر :- حکیم نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان مبارک میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے

لہذا آپ کو بھی یہ بہترین موتی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہئے

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم اے سلمہ اللہ - تحریر فرماتے ہیں کہ میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ میں نے آپ کے موتی سرمہ کو استعمال کر کے اسے بہت مفید پایا - گذشتہ دنوں یہ مجھے تکلیف ہو گئی تھی کہ زیادہ مطالعہ سے آنکھوں میں درد ہونے لگتا تھا - دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں کچھ سرخی بھی رہتی تھی، ان ایام میں میں نے جب بھی آپ کا موتی سرمہ استعمال کیا مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا، یہ موتی سرمہ ضعف البصر، ککرے - جلن، جالا، پھولا، خارش چشم، پانی بہنا، دھند، غبار، پڑبال، ناخونہ، گوہانجنی، رتوند، ابتدائی موتیا بند، وغیرہ - غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے - جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس کا استعمال کرینگے - وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائینگے قیمت فی تولہ عہ محصولڈاک علاوہ

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

دل میں نئی امنگ، اعضا میں نئی ترنگ، دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا، کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانا، بوڑھے کو جوان، اور جوان کو نوجوان بنانا اس اکسیر کا ادنیٰ کرشمہ ہے - آپ اکسیر البدن کا استعمال کر کے اپنے اندر طاقت کا خاص ذخیرہ جمع کر سکتے ہیں یہ اکسیر ملیریا بخار سے بچاتی اور ملیریا کی پیدا شدہ کمزوری کو دور کرتی ہے - قیمت ایک ماہ کی خوراک صرف پانچ روپے علاوہ محصولڈاک

ملیریا کی کمزوری دور ہو گئی

جناب شیخ فخر الدین صاحب ہزاری زمیندار گورائی ضلع کٹک سے لکھتے ہیں - کہ ملیریا بخار کے بعد اکسیر البدن نے بیحد فائدہ دیا تمام کمزوری دور ہو گئی - لہذا ایک شیشی اور بذریعہ وی پی بھیجدیں -

ملنے کا پتہ :- منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ضرورت ہے

انٹرنس اور ایف اے پاس یا فیل نوجوانوں کی جو تیس روپے سے ڈھائی سو روپے تک کی ملازمت حاصل کرنا چاہتے ہوں - قواعد ⅟ کا ٹکٹ بھیج کر منگوالیں -

پنجاب انجنیرنگ انسٹی ٹیوٹ جالندھر شہر

نارتھ ویسٹرن ریلوے

آئندہ دسہرہ کی تعطیلات کے لئے ۱۵ لغایت ۲۸ ستمبر ۳۳ء تمام این - ڈبلیو - آر پر رعایتی ٹکٹ حسب ذیل شرح پر مل سکینگے - جو ۹ اکتوبر ۳۳ء تک کارآمد ہونگے - بشرطیکہ یکطرفہ سفر سو میل سے زائد ہو - یا ایک سو ایک میل کا کرایہ ادا کر دیا جائے -

فرست و سیکنڈ کلاس ۱ ۱/۳ کرایہ

درمیانہ و تھرڈ کلاس ۱ ۱/۲ کرایہ

چیف کمرشیل منیجر این - ڈبلیو - آر - لاہور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

برطانوی قونصل مقیم کابل کے میر منشی سید ارشاد حسین صاحب جالندھری۔ مسٹر سٹر تھی سپرنٹنڈنٹ موٹر خانہ اور ایک مستری افغان کو ۷ ستمبر ایک افغان نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ قاتل موقع پر گرفتار کر لیا گیا۔ لیکن قتل کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔ مقتولین کی نعشوں کو ہندوستان لایا جائیگا۔

پنڈت جواہر لال نہرو ۸ ستمبر کو لکھنؤ سے پونہ روانہ ہو گئے۔ پریس کے نمایندہ کو آپ نے کسی قسم کا بیان دینے سے انکار کر دیا۔

شاہ فیصل آف عراق جو بحالی صحت کے لئے اگست کے آخر سے سوئٹزرلینڈ کے شہر برن میں تھے۔ ۸ ستمبر کو حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال کر گئے۔

حکومت پنجاب نے ایک رنگین تصویر جس پر "سری گورونانک دیوجی مکہ میں" لکھا ہے۔ ۸ ستمبر کو ضبط کر لی۔ یہ تصویر پنجاب دہارمک پکچرز مینوفیکچرنگ کمپنی انارکلی لاہور کی طرف سے شائع ہوئی تھی۔ اور اس میں بابا نانک جی کو مکہ کی طرف پاؤں کئے اور ایک مسلمان کو ان کا پاؤں گھماتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔

آل انڈیا مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس ۵ ستمبر کو سیسل ہوٹل شملہ میں منعقد ہوا۔ جس میں فیصلہ کیا گیا۔ کہ علیحدگی سندھ کے سلسلہ میں انتظامی تفصیلات کی تحقیقات کے لئے ایک کمیٹی کا فوری تقرر کیا جائے۔ فیڈریشن کے ایوان بالا میں مسلمانوں کے لئے ایک تہائی نیابت کا انتظام کیا جائے۔ مجلس وضع آئین کی اسلامی نیابت کی مقدار کو ملازمتوں میں بھی منعکس کیا جائے۔ مولانا اسمٰعیل غزنوی کی امداد کی جائے۔ اسی طرح بنگال و بہار کے لئے ایوان ثانی کی مخالفت۔ اور کورٹ کھائی پر بم باری کی مذمت کی گئی۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ مسلم کانفرنس کا آئندہ سالانہ اجلاس ۱۷ ر ستمبر کو پٹنہ میں منعقد کیا جائے۔ تاکہ علیحدگی عدن اور دوسرے مسائل پر غور کیا جا سکے گا۔

لڑائی جھگڑوں کے احتمال کے پیش نظر حکومت بمبئی نے ۱۱ ستمبر سے ۲ ماہ تک سول نافرمانی کی تحریک کے سلسلہ میں ہر قسم کے جلسوں جلوسوں اور اجتماعات کی ممانعت کر دی ہے۔

انڈین ملٹری اکاڈمی ڈیرہ دون میں داخلہ کیلئے وائسرائے نے تین نوجوانوں کا انتخاب کیا ہے۔ جن میں سے دو مسلمان ہیں یعنی تاج محمود نجا نزادہ۔ اور شاہ نواز خاں ہیں۔ مسلمانوں کو علی الترتیب ۵۹۵ اور ۵۵۵ روپیہ کی فیس معاف کر دی گئی ہے۔

مدناپور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے قتل کے سلسلہ میں سول اینڈ ملٹری گزٹ لکھتا ہے۔ اب یہ تجویز ہو رہی ہے کہ وہاں پر بعض سپیشل آرڈی ننس نافذ کئے جائیں۔ جن کے رو سے مقدمات کی سرسری سماعت ہو۔ اور جن اشخاص کے پاس بلا لائسنس اسلحہ ہوں اور یہ معلوم ہو جائے کہ ان کا تحریک دہشت انگیزی سے تعلق ہے انہیں پھانسی کی سزا دی جائے۔

کونسل آف سٹیٹ میں ہوم سکرٹری نے ۶ ستمبر کو بتایا کہ گاندھی جی کے موضع راس کی طرف ارادہ کوچ کے بعد ۲۹۸ کانگرسی سزایاب ہو چکے ہیں۔

پٹیالہ ہائیکورٹ کے جج سردار ہربنس سنگھ ایم اے ایل۔ اے کو ریاست کی ملازمت سے برخاست کر دیا گیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مہاراجہ صاحب کے خلاف ایجی ٹیشن کرنے والوں کے ساتھ ان کا تعلق تھا۔

غلاموں کی تجارت کے انسداد کے لئے کولمبو سے ۶ ستمبر کی خبر ہے کہ گورنر نے ایک آرڈی ننس جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کے ماتحت ہر اس شخص کو سزا دی جائیگی جو کسی لڑکی یا لڑکے کو غلام بنا کر دوسرے کے پاس فروخت کرے گا۔

بمبئی گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے کہ تخفیف کمیٹی کی سفارشات پر عمل کرنے سے گورنمنٹ کو موجودہ مالی سال میں ۴۲ لاکھ اور آئندہ ۶۷ لاکھ روپیہ سالانہ کی بچت ہوگی۔

گاندھی جی کے سامنے کانگرسی لیڈروں نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ انفرادی سول نافرمانی کو ترک کر دیا جائے۔ اور کانگرس کا آئندہ پروگرام سودیشی تحریک کو وسعت دینا قرار دیا جائے۔

جودھ پور کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ ریاست میں ایک مقام پر سونے کی کان کا سراغ لگا ہے۔ ریاستی حکام نے وہاں پولیس کا پہرہ لگا دیا ہے۔

دہلی سے ۶ ستمبر کی خبر ہے کہ نواب صاحب رامپور کی بڑی بہن شہزادی بیگم صاحبہ اپنے دو لڑکوں کے ہمراہ آج کل دہلی میں قیام پذیر ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کچھ عرصہ سے والئی رامپور اور ان کے تعلقات آپس میں کشیدہ تھے۔ جس کی وجہ سے انہوں نے رامپور سے نکل آنے کا فیصلہ کر لیا۔ بیگم صاحبہ نے وائسرائے کو تار دیا ہے کہ میں برطانوی رعایا کی حیثیت میں آپ سے اپنی حفاظت کے لئے درخواست کرتی ہوں۔

ہریجن ڈے منانے کے لئے گاندھی جی نے ۲۴ ر ستمبر تاریخ مقرر کی ہے اور امید ظاہر کی ہے کہ چونکہ یہ دن پونہ پیکٹ کی سالگرہ کا بھی ہے اس لئے عمدگی سے منایا جائیگا۔

شہریار دکن نے بمبئی کرانیکل کا داخلہ حدود ریاست میں بند کر دیا ہے کیونکہ اخبار مذکور نے بعض ایسے مضامین شائع کئے تھے۔ جن میں ریاست کے معاملات پر ناواجب نکتہ چینی تھی۔

انسپکٹر جنرل جیلخانجات پنجاب نے ۸ ستمبر کو لدھیانہ جیل کے فارم کی رسم افتتاح ادا کرتے ہوئے کہا۔ یہاں ان قیدیوں کو جو سوائے کھیتی باڑی کے اور کوئی کام نہیں کر سکتے نئی طرز پر زراعت کے کام میں ٹریننگ دی جائے گی۔ آپ نے کہا کہ اپنی قسم کا محکمہ جیل میں یہ پہلا تجربہ ہے اور امید کی جاتی ہے کہ کامیاب ہوگا۔

شاہ فیصل کی وفات کے بعد ۹ ستمبر کو بغداد میں ان کے لڑکے امیر غازی کو عراق کا بادشاہ بنائے جانے کا اعلان کیا گیا۔ امیر غازی ۲۴ سالہ نوجوان ہیں۔ انہوں نے انگلستان میں تعلیم حاصل کی ہے اور سابق بادشاہ نے سوئٹزرلینڈ روانہ ہونے سے پہلے انہیں ایجنٹ مقرر کیا تھا۔ عراق کے رواج کے مطابق تخت نشینی کی رسوم ادا کرنے کے بعد ۱۰۱ توپوں کی سلامی دی گئی۔ ملک معظم اور ملکہ معظمہ نے برطانوی گورنمنٹ کی طرف سے شاہ امیر غازی کو افسوس اور ہمدردی کا پیغام بھیجا ہے۔ شاہ فیصل کی نعش مذہبی رسومات کی ادائیگی کے لئے یروشلم لائی جائے گی۔ اور وہاں سے ہوائی جہاز کے ذریعہ تدفین کی غرض سے بغداد لے جائی جائیگی۔

امرت سر میں ۹ ستمبر کو شام کے وقت گورو بازار کے دو ہندو صراف اپنے بالاخانہ پر راولپنڈی کے سوداگروں سے حساب کر رہے تھے۔ ان کے سامنے ڈیڑھ لاکھ روپیہ کا سونا پڑا تھا کہ یو۔ پی کا ایک ہٹا کٹا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے پاس چھری تھی۔ اس نے آتے ہی کہا کہ ملک کے لئے سب روپیہ میرے حوالے کر دو۔ اس اثنا میں ایک دوکاندار کو زخمی بھی کیا مگر چونکہ لوگ زیادہ تھے اس لئے گرفتار کر لیا گیا۔

مسٹر ٹھکر جنرل سکرٹری آل انڈیا اچھوت ادھار منڈل نے گاندھی جی کو مشورہ دیا تھا۔ کہ ایک سال کے لئے سیاسیات سے الگ ہو جائیں۔ مگر انہوں نے یہ تجویز قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

آئرلینڈ میں مسٹر ڈی ویلرا کی حکومت کے خلاف چند کسانوں نے عدم ادائیگی محاصل کی تحریک شروع کر دی ہے ۹ کسانوں کو اس سلسلہ میں گرفتار کیا جا چکا ہے یکا سگر یونینسٹ اور نیشنل گارڈ تینوں پارٹیاں اب ڈی ویلرا کو گرانے کے لئے متحد ہو گئی ہیں۔

ہائیڈرو الیکٹرک سکیم کے متعلق سرکاری طور پر اعلان

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی